تنظیم اسلامی کا ترجمان

03

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

25 جمادی الاولیٰ تا یکم جمادی الأخریٰ 1441ھ/21 تا 27 جنوری 2020ء

انقلابی جماعت میں شورائیت کا نظام

جماعتی سطح پر شورائیت کا تقاضا یہ ہے کہ اجتماعی معاملات میں مشورے کی روح جاری و ساری رہے' یہ احساس نہ ہو کہ یہاں پر کوئی تحکمانہ انداز (authoritarianism) ہے' بلکہ مشورہ ضرور کیا جائے' لیکن پھر مشورے کے بعد فیصلہ ووٹوں کی گنتی سے نہ ہو بلکہ جو صاحبِ امر ہے' جس پر اعتماد کر کے آپ نے اس کی رفاقت قبول کی ہے' اب فیصلہ آپ اُس پر چھوڑ دیں۔ یہ بات میں سورۂ آل عمران کی آیت ۱۵۹ سے اخذ کرتا ہوں' جہاں الفاظ آئے ہیں: ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۖ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ﴾ یعنی آپؐ ان سے معاملے میں مشورہ ضرور کیا کیجیے' پھر جو فیصلہ آپؐ کرلیں اس پر ڈٹ جائیے اور اللہ پر توکل کیجیے۔ دیکھ لیجیے یہاں ''عَـزَمْـتَ'' ہے ''عَـزَمْتُمْ'' نہیں ہے۔ یہ نہیں ہے کہ فیصلہ counting of votes سے ہوگا' تعداد کی بنیاد پر ہوگا' بلکہ مشورہ امیر کی ضرورت ہے' لہٰذا وہ اپنے ساتھیوں کو مشورہ میں شریک کرے گا' لیکن حتمی فیصلے کا اختیار امیر کو ہوگا۔ پس ایک اسلامی جماعت اور تحریک کا نظم یہی ہو سکتا ہے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

حزب اللہ کے اوصاف اور امیر و مأمورین کا باہمی تعلق

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

ایک پنتھ 'تین' کاج

معیتِ خداوندی کا حصول

امریکہ ایران نورا کشتی

دیدۂ عبرت نگاہ ہو

اخلاقِ حسنہ

امت مسلمہ کی مظلومیت

اللہ کی قدر نہ کی جیسا کہ اس کی قدر کا حق تھا

الہدیٰ (886)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُوْرَۃُ الْحَجّ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — آیات:74 تا 6

مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝

آیت ۷۴ ﴿مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ﴾ ''انہوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا کہ اس کی قدر کا حق تھا۔''

ایسے لوگ اللہ کی کما حقہ معرفت حاصل نہ کر سکے اور جلال و جمالِ الٰہی کی کوئی جھلک نہ دیکھ سکے اور یوں دنیا اور اس کی چیزوں کو اصل مطلوب و مقصود سمجھ کر اس عروسِ ہزار داماد کے عاشق بن بیٹھے!

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝﴾ ''یقیناً اللہ بہت طاقت والا سب پر غالب ہے۔''

آیت ۷۵ ﴿اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ﴾ ''اللہ چن لیتا ہے اپنے پیغامبر فرشتوں میں سے بھی اور انسانوں میں سے بھی۔''

﴿اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝﴾ ''یقیناً اللہ سب کچھ سننے والا دیکھنے والا ہے۔''

یہاں رسالت کے دونوں واسطوں کا ذکر کر دیا گیا ہے جس میں ایک ''رسولِ ملک'' ہے اور دوسرا ''رسولِ بشر'' ہے۔ چنانچہ فرشتوں میں سے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو چنا گیا اور انسانوں میں سے حضرت محمد ﷺ کو۔ اور یوں رسولِ ملک کے ذریعے رسولِ بشر تک پیغام پہنچایا گیا تاکہ وہ اپنے ابنائے نوع تک اسے پہنچا دیں۔

آیت ۷۶ ﴿يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ؕ﴾ ''وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے۔''

﴿وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝﴾ ''اور اللہ ہی کی طرف تمام معاملات لوٹا دیے جائیں گے۔''

اس آیت میں آخرت کا ذکر بھی آ گیا اور یوں اس دعوتِ عمومی میں امورِ ثلاثہ یعنی توحید، رسالت اور آخرت کا ذکر کر دیا گیا۔ یاد رہے کہ اس دعوت میں يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ (آیت ۷۳) کے الفاظ سے نوعِ انسانی کے تمام افراد کو مخاطب کیا گیا ہے۔

فرمان نبوی

دعوت الی اللہ کی راہ میں شدید مشکلات

عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَقَدْ اُخِفْتُ فِي اللّٰهِ وَمَا يُخَافُ اَحَدٌ وَلَقَدْ اُوْذِيْتُ فِي اللّٰهِ وَمَا يُؤْذٰى اَحَدٌ، وَلَقَدْ اَتَتْ عَلَيَّ ثَلَاثُوْنَ مِنْ بَيْنِ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ وَّمَا لِيْ وَلِبِلَالٍ طَعَامٌ يَّاْكُلُهٗ ذُوْ كَبِدٍ اِلَّا شَيْءٌ يُّوَارِيْهِ اِبْطُ بِلَالٍ)) [مسند احمد]

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اللہ کی راہ میں ڈرایا اور ستایا گیا ہوں۔ میری طرح نہ کسی کو ڈرایا گیا ہے اور نہ ستایا گیا ہے۔ مجھ پر مسلسل تیس دن ایسے بھی گزرے ہیں کہ اس عرصہ میں میرے اور بلال کے لئے ایسی خوراک نہ تھی جسے کوئی جاندار کھا سکے، سوائے اس تھوڑی سی چیز کے جو بلال نے اپنے بغل میں چھپا رکھی تھی۔''

تشریح: کفارِ مکہ نے حضور ﷺ کو دعوتِ حق سے روکنے کے لیے جان سے مار دینے کی دھمکی دی، سخت ترین سزاؤں سے آپؐ کو خوف زدہ کرنے کی کوشش کی اور جسمانی تکلیفیں بھی دیں۔ وہ آپؐ کے خلاف ہر قسم کے ہتھکنڈے استعمال کرتے رہے، اس طرح کے سنگین حالات سے حضورؐ کے سوا کوئی دوسرا داعیٔ حق دوچار نہیں ہوا۔ مگر آپؐ نے یہ سب کچھ خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

25 جمادی الاولیٰ تا یکم جمادی الاُخریٰ 1441ھ جلد 29
21 تا 27 جنوری 2020ء شمارہ 03

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: (042) 35473375-79
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......600 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا......(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک پنتھ 'تین' کاج

گزشتہ دنوں ایران اور امریکہ تنازعہ بڑے خوفناک انداز میں منظر عام پر آیا۔ خطے میں جنگ کی فضا پیدا ہوگئی جس کی حدت عالمی سطح پر محسوس کی گئی۔ دنیا بھر میں سٹاک ایکسچینج زبردست مندی میں چلے گئے۔ تیل اور سونے کی قیمتوں میں زبردست اضافہ ہوگیا۔ یہ بات سمجھنے کی ضرورت ہے کہ یہ ساری صورتِ حال کیوں پیدا ہوئی، اس لیے کہ امریکہ نے پاسداران انقلاب کی قدس فورس کے سربراہ قاسم سلیمانی کو جس کا عہدہ میجر جنرل کے برابر تھا، اُسے عراق کی سرزمین پر ڈرون حملے سے ہلاک کردیا۔ عالمی مبصروں اور عسکری تجزیہ نگاروں کے نزدیک یہ انتہائی غیر متوقع عمل تھا، اس لیے کہ جنرل قاسم سلیمانی نے گزشتہ چند سالوں میں امریکہ کے مفادات کو زور و شور سے آگے بڑھایا تھا۔ عراق میں صدام کی حکومت کو ختم کرنے اور اہل تشیع کو حکمران بنانے میں اہم رول ادا کیا تھا۔ جس سے عراق میں امریکہ کی کٹھ پتلی حکومت قائم ہوگئی۔ شام میں ایران بشارالاسد کو سپورٹ کر رہا تھا اور امریکہ اُس کے دشمنوں کی مدد کر رہا تھا لیکن یہاں بھی امریکی نقطۂ نظر کو یوں سپورٹ ملی کہ جب امریکہ نے دیکھا کہ روس کسی صورت بشارالاسد کو گرنے نہیں دے گا تو امریکہ کی صرف یہ دلچسپی رہ گئی کہ شام میں دونوں طرف مسلمانوں کا خون بہتا رہے اور وہ سیاسی طور پر غیر مستحکم رہے۔ امریکہ کی اِس خواہش کو جنرل سلیمانی پوری تندہی سے پورا کر رہا تھا۔ وہ پاکستان دشمنی میں بڑا نام رکھتا تھا اور ایک موقع پر پاکستان کو کھلم کھلا جنگ کی دھمکی بھی دے چکا تھا۔ پاکستانی اسٹیبلشمنٹ کی امریکہ سے دوری اور چائنہ کی طرف جھکاؤ کی وجہ سے جنرل سلیمانی کا یہ رول بھی امریکہ کی نظر میں پسندیدہ تھا۔ پھر قاسم سلیمانی امریکہ کے ہاتھوں قتل کیوں ہوا؟ اس لیے کہ امریکہ کو قاسم سلیمانی سے کوئی قربت یا محبت نہیں تھی بلکہ صرف اِس لیے کہ قاسم سلیمانی امریکہ کے حق میں رول ادا کر رہا تھا۔ قتل کی اصل وجہ یہ بنی کہ قاسم سلیمانی نے اپنی حکومت کے ایما پر یوٹرن لے لیا۔
قصہ کچھ یوں ہے کہ چند ماہ قبل جب سعودی عرب کی تیل کی تنصیبات (آرامکو) پر حملہ ہوا تو امریکہ نے شور مچا دیا کہ حملہ ایران نے کیا ہے اور ایسے شواہد ملے کہ امریکہ نے سعودی عرب کو جوابی حملے کے لیے اُکسایا بھی تھا، لیکن سعودی عرب نے ایران کو ایک خط لکھ کر بات چیت کی دعوت دے دی۔ اس پر ایران کی حکومت نے قاسم سلیمانی کو عراق بھیجا، جہاں سے وہ شام گیا اور وہاں سے لبنان کا رُخ کیا۔ پھر واپس شام آیا اور شام سے عراق پہنچا تاکہ عراق کی حکومت سے مشورہ کر کے سعودی عرب کو تعلقات کی بحالی کے لیے دعوت دی جائے۔ یہ بات امریکہ کے مفادات کے سخت خلاف تھی۔ وہ تو ایک عرصہ سے سعودی عرب اور ایران کو لڑا کر مسلمانوں میں خونریزی کی شب و روز

کوشش کر رہا تھا۔ علاوہ ازیں سعودی عرب کو ایران کا ڈراوا دے کر اور اسلحہ فروخت کر کے سعودی عرب کو لوٹ رہا تھا۔ لہٰذا سلیمانی کو قتل کر دیا گیا۔ گویا ایران اور سعودی عرب کو قریب آنے سے روکنے کی یہ ایک کوشش تھی۔ یہاں یہ بات انتہائی قابل غور ہے کہ جب ایران نے امریکہ پر نام نہاد جوابی حملہ کر لیا تو امریکہ نے ایران کو بڑے محبت آمیز انداز میں مذاکرات کی دعوت دی۔ کوئی اِسے دور کی کوڑی لانا قرار دے دے، ہماری رائے میں اب امریکہ ایران کے اندرونی حالات سے فائدہ اُٹھائے گا جہاں پابندیوں کی وجہ سے مالی حالات بہت خراب ہو چکے ہیں۔ عوام کسی نہ کسی بہانے سڑکوں پر نکل آتے ہیں۔ ناکام جوابی حملے اور مسافر جہاز گرانے پر بھی عوام نے مظاہرے کیے ہیں۔ امریکہ ایران کو بلیک میل کرے گا کہ اگر وہ سعودی عرب کے خلاف مخاصمت جاری رکھتا ہے اور شام و یمن میں پراکسی وار کو طول دیتا ہے تو ایران پر کچھ پابندیاں نرم کر دی جائیں گی۔ ظاہر ہے ایسی صورت میں ایران سعودی عرب تعلقات بحال نہیں ہو سکیں گے بلکہ مزید خراب ہو جائیں گے۔ (واللہ اعلم)

ہم پاکستان کی سول حکومت اور اسٹیبلشمنٹ کو متنبہ کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے حوالے سے امریکہ کے عزائم کو صحیح طور پر سمجھنے کی کوشش کریں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ امریکہ کی حیثیت اسرائیل کے ایک پاسبان اور محافظ کی ہے۔ امریکہ مسلم ممالک سے تعلقات کے حوالے سے اسرائیل سے ڈکٹیشن لیتا ہے۔ اسرائیل جلد از جلد گریٹر ریاست میں تبدیل ہونا چاہتا ہے۔ مشرقِ وسطیٰ میں کوئی ایک اسلامی ملک بھی ایسا نہیں ہے جو گریٹر اسرائیل کی راہ میں رکاوٹ بن سکے۔ اسرائیل، ایران امریکہ تعلقات کے باوجود ایران کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اصفہان میں یہودیوں کی ایک بڑی تعداد موجود ہے۔ اسرائیل ساری دنیا سے یہودیوں کو اسرائیل میں آباد کرنا چاہتا ہے، لیکن اصفہان کے یہودیوں کو اُس نے اسرائیل میں آباد ہونے کی کبھی دعوت نہیں دی۔ اسرائیل ایران کے حوالے سے صرف یہ چاہتا ہے کہ اُس کے پاس ایسی قوت نہیں ہونی چاہیے کہ کبھی کوئی سرپھرا ایرانی حکمران اسرائیل پر حملہ کرنے کا سوچے اور اسرائیل کی سلامتی خطرے میں پڑ جائے۔ البتہ ایران کو قائم دائم رہنا چاہیے کیونکہ ایسی احادیث موجود ہیں کہ قربِ قیامت میں یہ یہودی ایران سے برآمد ہوں گے اور مسلمانوں کے خلاف صف آراء ہوں گے۔

اس پس منظر میں خطے کے حالات پر گہری نظر رکھنے والوں پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اِس صورت میں جبکہ عرب تباہی سے دوچار ہو چکا ہو گا، ایران کا رول بھی واضح ہو چکا ہوگا۔ تب اسرائیل کا خطے میں ایک ہی دشمن رہ جائے گا اور وہ ہے پاکستان۔ لہٰذا اسرائیل اور پاکستان کا تصادم ناگزیر لگتا ہے۔ اسرائیل کو امریکہ اور بھارت کی حمایت حاصل ہوگی۔ چین اور روس جو اس وقت بڑی طاقتیں ہیں، اُن کا رول کیا ہوگا، ہم فی الحال اِس حوالے سے کچھ پیشین گوئی کرنے کی پوزیشن میں نہیں۔ البتہ یہ بات ظاہر ہے کہ پاکستان امریکہ، اسرائیل اور بھارت کے ابلیسی اتحاد کا اکیلا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ لیکن ہمیں یقین ہے کہ اگر اُس وقت پاکستان کا حکمران کوئی ایمانی قوت اور عزم صمیم رکھنے والا اور شہادت کی موت کا متمنی ہوا تو اللہ رب العزت غیب سے لازماً مدد فرمائے گا۔

نبی اکرم ﷺ نے عربوں کی تباہی کی خبر تو دی ہے علاوہ ازیں بعض ایسی احادیث سامنے آتی ہیں جن سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ خطے میں بڑی جنگیں ہوں گی لیکن ہمارے لیے یہ کہنا اور ثابت کرنا مشکل ہے کہ کون کس وقت اور کس کے خلاف جنگ کرے گا۔ ایک بات لازم ہے کہ پاکستان اور افغانستان اُس وقت اسلامی ریاستیں ہوں گی۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت جس طرح آج کے دور میں من و سلویٰ نہیں اُتارتا اِسی طرح وہ کسی مسلمان ملک کو معجزاتی طور پر اسلامی ریاست میں تبدیل بھی نہیں کرے گا بلکہ اُس کے لیے زمینی سطح پر وہاں کے مسلمانوں کو جدوجہد کرنا ہوگی۔ مالی و جانی قربانی دینا ہوگی۔ ہماری خواہش ہے، ہماری دعا ہے کہ پاکستان کے مسلمان پاکستان کو صحیح اور حقیقی معنوں میں اسلامی ریاست بنانے کی جدوجہد کریں۔ اللہ تعالیٰ تنظیم اسلامی کے بانی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی قبر کو نور سے بھر دے، اُن کے درجات بلند فرمائے، انہوں نے اپنی ایک تحریر ''ایک پنتھ تین کاج'' میں پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام کے ثمرات کو کیا خوب سمویا ہے۔ پاکستان خوشحال ہو جائے گا جس سے فرد دنیوی سطح پر کامیاب ہوگا، پاکستان مستحکم ہو جائے گا جس سے کوئی اُس کی طرف میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکے گا اور اعلیٰ و ارفع اور بہترین کامیابی یہ ہوگی کہ مسلمانانِ پاکستان کی آخرت سنور جائے گی۔ اللہ یہ سب کچھ ہمارے نصیب میں کر دے۔ آمین یارب العالمین!

معیت خداوندی کا حصول

(سورۃ الحدید کی آیت 3 اور 4 کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں نائب امیر تنظیم اسلامی محترم اعجاز لطیف کے 10 جنوری 2020ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

قارئین! معرفت خداوندی کے حصول کے تناظر میں ہم نے گزشتہ شمارے میں سورۃ الحدید کی پہلی دو آیات کا مطالعہ کیا تھا۔ اسی مطالعہ کو جاری رکھتے ہوئے آج ان شاء اللہ ہم آیت تین اور چار کا مطالعہ کریں گے۔ فرمایا: ﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ﴾ ”وہی اول ہے، وہی آخر ہے، وہی ظاہر ہے، وہی باطن ہے۔“

اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی چار صفات بیان ہوئیں۔ 1۔ اول: یعنی وہ ہستی جو سب سے پہلے تھی۔ 2۔ الآخر: وہ ہستی جو سب سے آخر میں ہوگی۔ 3۔ الظاہر: وہ ہستی جو بالکل نمایاں، غالب اور چھائی ہوئی ہے۔ 4۔ الباطن: وہ ہستی جو مخفی ہے جس کی حقیقت کو کوئی نہیں جان سکتا۔

یہ قرآن حکیم کا وہ واحد مقام ہے جہاں اللہ کی صفات کے درمیان حرف عطف یعنی واؤ آیا ہے۔ گویا حتمی انداز میں بتا دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ بیک وقت اوّل بھی ہے اور الآخر بھی ہے، الظاہر بھی ہے اور الباطن بھی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس آیت کا فہم اپنی روزمرہ کی دعاؤں میں سے ایک دعا میں بڑے آسان الفاظ میں ارشاد فرما دیا۔

”اے اللہ! تو ہی وہ اول ہے جس سے پہلے کچھ نہیں اور تو ہی وہ آخر ہے جس کے بعد کچھ نہیں ہوگا۔ تو ہی ظاہر ہے، تجھ سے بڑھ کر نمایاں یا بالاتر کوئی نہیں اور اے اللہ! تو ہی ایسا باطن ہے کہ تجھ سے زیادہ مخفی کوئی نہیں!“

معرفت الٰہی کے حوالے سے اولاً یہ جاننا ضروری ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی اس کائنات کا خالق اور اس کی ہر چیز کو بنانے والا ہے۔ اگر انسان کو اس خالق کی صفات کا ایک اجمالی علم حاصل ہو جائے تو اس کے بعد آدمی کے لیے اصل معاملہ عمل کا ہے کہ جب اللہ ہی خالق و مالک ہے تو پھر اطاعت بھی اسی کی کرنی چاہیے اور صرف اسی کے سامنے سر کو جھکانا چاہیے۔ اُسی کو حاجت روا ماننا ہے اور سب سے بڑھ کر محبت بھی اسی سے کرنی ہے۔

خالق ومخلوق کا باہمی تعلق

خالق ومخلوق کے باہمی تعلق کو علم الکلام کی اصطلاح میں ربط الحادث بالقدیم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ حقیقت سب کے نزدیک تسلیم شدہ ہے کہ کائنات خود بخود وجود میں نہیں آگئی بلکہ اس کو کوئی پیدا کرنے والا ہے۔ اب اس خالق اور مخلوق کا آپس میں تعلق کیا ہے؟ اس حوالے سے مختلف تصورات دنیا میں پائے جاتے ہیں:

ایک تصور یہ ہے کہ جس طرح سے کسی کارپینٹر نے لکڑی سے کرسی بنا دی اسی طرح خالق نے مادے سے کائنات بنا دی۔ یہ تصور خالق اور مادہ دونوں کو قدیم مانتا ہے، یعنی خالق کے ساتھ ساتھ مادہ بھی شروع سے موجود تھا جس سے خالق نے یہ کائنات بنائی۔ یہ تصور گمراہی اور

مرتب: ابو ابراھیم

شرک کی ایک صورت ہے۔ اس لیے کہ سب سے اوّل اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے اور مادہ اللہ نے ہی تخلیق کیا وہ از خود پہلے سے موجود نہیں تھا۔

ہمہ اوست:

دوسرا تصور یہ ہے کہ جس طرح برف نے پگھل کر پانی کی شکل اختیار کر لی اسی طرح خالق نے خود تحلیل ہو کر کائنات کی شکل اختیار کر لی۔ یہ نظریہ ہمہ اوست یا pantheism کہلاتا ہے جو شرک فی الذات کی بدترین شکل ہے۔ کیونکہ اس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا اعلیٰ وارفع ہونے کا تصور مجروح ہوتا ہے اور اس نظریے کی رو سے ہر شے الوہیت کی حامل بن جاتی ہے۔

حلول:

تیسرا تصور یہ ہے کہ جیسے پانی میں شکر گھل جاتی ہے اور شکر کا علیحدہ وجود برقرار نہیں رہتا اسی طرح خالق اس کائنات میں یا کسی انسان میں حلول کر گیا ہے۔ یہ تصور بھی شرک پر مبنی ہے اور گمراہی کی ایک صورت ہے۔

وحدت الوجود کا نظریہ:

سب سے پہلے یہ نظریہ شیخ محی الدین ابن عربی نے پیش کیا۔ اس فلسفے کے مطابق وجود حقیقی صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ہے۔ اس نے جب تعین کی شکلیں اختیار کیں تو مختلف وجود ظہور میں آئے اور ان میں اور وجود مطلق یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ میں نسبت کے اعتبار سے مغائرت یا دوری پیدا ہوگئی۔ صرف تعینات کا پردہ ہے ورنہ حقیقت کے اعتبار سے معیت وجود صرف ایک یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ہے۔ ہمہ اوست اور وحدت الوجود کے نظریات میں بنیادی فرق یہ ہے کہ ہمہ اوست کے نظریے میں مخلوقات کے وجود کو حقیقی مانا جاتا ہے جبکہ وحدت الوجود کے نظریے میں حقیقی وجود صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس اعتبار سے خالق اور مخلوق، عبد اور معبود کا تعلق سمجھا جاتا ہے۔

وحدت الشہود کا نظریہ:

وحدت الوجود کے فلسفہ کو مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ نے وحدت الشہود کی شکل میں پیش کیا اور اس کو زیادہ اہم اور محتاط بنانے کی کوشش کی۔ انہوں نے خالق اور مخلوق کے ربط کو یوں بیان کیا کہ حقیقت میں تو صرف ذات باری تعالیٰ ہے۔ مخلوقات اس کا سایہ یا عکس ہیں۔ جیسے آئینے میں کسی چیز کا عکس ہوتا ہے۔ سایہ اور عکس کا مستقل وجود نہیں ہوتا ہے۔ یعنی جو کچھ جہاں میں ہے وہ وہم یا خیال ہے۔ یعنی ہمیں اس کائنات میں بے شمار مخلوقات نظر آتی ہیں، محسوس ہوتی ہیں، مشہود ہیں لیکن اس وجود حقیقی کے مقابلے میں ان کا وجود نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس کائنات کا وجود اور اس کی بقاء اللہ تعالیٰ کی نظر کرم پر منحصر ہے۔ اللہ وہ ذات ہے جو اس کائنات میں ہر آن

اور ہر جگہ موجود ہے۔اس کی متعین شانیں بھی ہیں جن کا کہیں نہ کہیں فوکس بھی ہوسکتا ہے، اس کی تجلیات کا ظہور کسی خاص وقت اور سپیس کے کمپلیکس میں بھی ہوسکتا ہے لیکن وہ لامحدود ہے اس لیے کہ ’’وہی اول ہے، وہی آخر ہے، وہی ظاہر ہے، وہی باطن ہے۔‘‘

اس سلسلہ کون ومکان کا اوّل بھی اللہ اور آخر بھی اللہ ہے۔اوّل وآخر کے الفاظ وقت کی دو انتہاؤں کو بیان کر رہے ہیں۔ان دو انتہاؤں کے مابین جو space ہے، جتنا پھیلاؤ ہے اس کا ظاہر بھی اللہ اور اس کا باطن بھی اللہ ہے۔

﴿وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۳﴾ (الحدید) ’’اور وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔‘‘

جب اول وہ، آخر وہ، ظاہر وہ، باطن وہ تو پھر اس کے علم سے کون سی چیز باہر ہوسکتی ہے۔وہ ہر شے کا علم رکھتا ہے۔کیونکہ ہر آن، ہر گھڑی، ہر جگہ موجود ہے۔ وہ انسان کے ہر عمل، نیت، ارادے، حتیٰ کہ دل کے اندر جو وساوس پیدا ہوتے ہیں ان سے بھی آگاہ ہے۔ پھر اس کے لیے آخرت میں لوگوں کا حساب لینا کون سا مشکل ہے۔اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ وقت اور space کی حدود سے بالاتر ہے۔اللہ آن واحد میں وہ سب کچھ بھی جانتا ہے جو ماضی میں ہوتا رہا، وہ بھی جانتا ہے جو حال میں ہو رہا ہے اور وہ اس سے بھی واقف ہے جو مستقبل میں ہوگا۔آگے فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ﴾ ’’وہی ہے جس نے پیدا کیا آسمان اور زمین کو چھ دنوں میں‘‘۔(الحدید:4)

اس کائنات میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے دو عالم کام کر رہے ہیں۔ایک عالم امر ہے اور دوسرا عالم خلق ہے۔ خود انسان ایک مرکب وجود ہے جس کے اندر دونوں عالم جمع ہیں۔جیسے فرمایا:

﴿وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ﴾ (بنی اسرائیل:85) ’’اور (اے نبیﷺ!) یہ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں روح کے بارے میں۔آپ فرما دیجیے کہ روح میرے رب کے امر میں سے ہے۔‘‘

انسان کی روح کا تعلق عالم امر سے ہے اور انسان کی باڈی کا تعلق عالم خلق کے ساتھ ہے۔عالم امر کی شان یہ ہے کہ اس میں وقت کی کوئی حدود وقیود نہیں۔فرمایا:

﴿اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۸۲﴾ (یٰسین) ’’اُس کے امر کی شان تو یہ ہے کہ جب وہ کسی شے کا ارادہ کر لیتا ہے تو وہ اسے کہتا ہے ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔‘‘

جبکہ عالم خلق کے اندر اشیاء کو تکمیل پانے میں وقت لگتا ہے۔جیسے بیج سے درخت بننے میں وقت لگتا ہے۔اسی طرح آسمانوں اور زمین کی تخلیق چھ دن میں مکمل ہوئی۔

البتہ چھ دن کون سے ہیں؟ اس کی حقیقت سے ہم واقف نہیں ہیں۔ہم تو زمین وآسمان کے دن رات سے واقف ہیں۔جب زمین وآسمان تھے ہی نہیں تو وہ کون سے دن تھے اور کتنے لمبے تھے؟ ہم نہیں جان سکتے البتہ ہم صرف یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ نے چھ مراحل میں زمین وآسمان کو تخلیق فرمایا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

’’وہ تدبیر کرتا ہے اپنے امر کی آسمان سے زمین کی طرف پھر وہ (امر) چڑھتا ہے اُس کی طرف (یہ سارا معاملہ طے پاتا ہے) ایک دن میں جس کی مقدار تمہاری گنتی کے حساب سے ایک ہزار برس ہے۔‘‘ (السجدہ:5)

اس کا مطلب ہے کہ ہمارا دن اور ہے اور اللہ کا دن اور ہے۔آگے فرمایا:

﴿ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۭ﴾ (الحدید:4) ’’پھر وہ متمکن ہوا عرش پر۔‘‘

مختلف ادوار میں مختلف فلسفی کائنات کے ایک خالق کے ہونے کا تصور تو پیش کرتے رہے ہیں لیکن اس کے ساتھ وحی الٰہی کی راہنمائی سے محروم ہونے کی وجہ سے گمراہ کن نظریات بھی وابستہ کر دیتے رہے ہیں۔انہی میں سے ایک گمراہ کن نظریہ یہ ہے کہ خالق نے کائنات کو پیدا کرنے اور اس میں کچھ فزیکل اور کیمیکل قوانین بنانے کے بعد اس کو چھوڑ دیا اور اب یہ کائنات ان قوانین کے تحت خود بخود چل رہی ہے۔اس آیت میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اس غلط تصور کی نفی کر دی ہے۔اللہ نے صرف کائنات بنائی نہیں ہے بلکہ تخت عرش پر متمکن ہو کر اس کائنات کا نظام بھی وہی چلا رہا ہے۔کائنات اپنے معاملے کے لیے

پریس ریلیز: 17 جنوری 2020ء

ریاست مدینہ بنانے کے دعویداروں کو اللہ کا ایک حکم برداشت نہ ہوا

حافظ عاکف سعید

تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ پاکستان کو ریاست مدینہ بنانے کے دعویداروں نے راولپنڈی کے ایک نمایاں مقام پر آویزاں ایک ایسے بل بورڈ کو برداشت نہ کرتے ہوئے اکھاڑ دیا جس میں قرآن کی ایک آیت کی صورت میں اللہ کا ایک واضح حکم درج تھا۔اس اشتہار کے درپردہ نہ کسی کے سیاسی عزائم تھے اور نہ ہی مذہبی فرقہ واریت کا اس میں کوئی شائبہ تھا بلکہ قرآن پاک کی اس آیت کہ: (ترجمہ) ’’یاد رکھو جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بے حیائی پھیلے ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔‘‘ کی روشنی میں مسلمانوں کو بے پردگی اور بے حیائی سے بچنے کی دعوت دیتے ہوئے ایک اہم معاشرتی پہلو کی طرف توجہ دلائی گئی تھی کہ ہمیں اشتہارات میں خواتین کی تصاویر استعمال نہیں کرنی چاہئیں۔ہم سمجھتے ہیں کہ ایسے اقدامات ہائبرڈ وارفیئر کا حصہ ہیں جن کا مقصد اسلامی معاشرے کو تباہی سے دوچار کرنا ہے۔ہم ایسے اقدام کی شدید مذمت کرتے ہیں۔کیونکہ اگر آج پاکستان اور بھارت کی شاہراہیں ایک جیسی نظر آئیں گی تو مسلمانان برصغیر نے پاکستان کو حاصل کرنے کے لیے جو جان، مال اور عزت کی قربانی دی تھی وہ رائیگاں ہو جائے گی۔یہ درحقیقت نظریۂ پاکستان کی نفی ہے۔

امیر تنظیم اسلامی نے آزاد کشمیر میں برفباری اور برفانی تودوں کے گرنے سے ہونے والے جانی ومالی نقصان پر اظہار افسوس کرتے ہوئے کہا کہ صرف آزاد کشمیر کی حکومت ہی نہیں بلکہ حکومت پاکستان کا بھی فرض ہے کہ متاثرین کی بھرپور مدد کی جائے، زخمیوں کی نگہداشت کی جائے اور جن لوگوں کے گھر یا دکانیں تباہ ہوئی ہیں ان کی مالی امداد کرنے میں کوئی کوتاہی نہ برتی جائے۔یہ عوام کا حق اور حکومت کا فرض ہے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی)

اللہ کی توجہ اور اس کے حکم کی محتاج ہے۔ آگے فرمایا:

﴿ یَعۡلَمُ مَا یَلِجُ فِی الۡاَرۡضِ وَمَا یَخۡرُجُ مِنۡهَا ﴾ (الحدید:4)

''وہ جانتا ہے جو کچھ داخل ہوتا ہے زمین میں اور جو کچھ نکلتا ہے اس سے۔''

یہ اللہ کی صفتِ علم کی شانیں بیان ہو رہی ہیں۔ پانی کا ہر قطرہ جو زمین میں جذب ہوتا ہے اللہ کے علم میں ہے۔ درختوں کے پھلوں سے ہر وہ بیج جو زمین کے اندر داخل ہوتا ہے وہ اللہ کے علم میں ہے اور ایک ایک بیج کو اس زمین کی تاریکی میں کون پالتا ہے اور پھر اس بیج سے کونپل کا سر ازمین سے کون نکالتا ہے۔ یہ سب کچھ از خود نہیں ہو رہا بلکہ اللہ کی مشیت سے ہو رہا ہے اور اس کے علم میں ہے۔ آگے فرمایا:

﴿ وَمَا یَنۡزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعۡرُجُ فِیۡهَا ؕ ﴾ (الحدید:4)

''اور جو کچھ اترتا ہے آسمان سے اور جو کچھ چڑھتا ہے اس میں۔''

آسمان سے نازل ہونے والے ہر قطرے اور اللہ کا حکم لے کر نازل ہونے والے ہر فرشتے کا علم اللہ کو ہے۔ اسی طرح آسمان کی طرف اٹھنے والے بخارات اور آسمان کی طرف جانے والے فرشتوں سے بھی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ آگاہ ہے۔ صرف ایک خالق کو مان لینا کافی نہیں بلکہ یہ یقین رکھنا بھی ضروری ہے کہ وہ ہر جگہ اور ہر وقت حاضر وناظر ہے اور ہر چیز اس کے علم میں ہے۔ فرمایا:

﴿ وَهُوَ مَعَكُمۡ اَیۡنَ مَا كُنۡتُمۡ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ ﴿۴﴾ ﴾ (الحدید:4) ''اور تم جہاں کہیں بھی ہوتے ہو وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے۔ اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔''

اللہ کی معیت کی دو شانیں ہیں۔ ایک معیت عمومی ہے۔ یعنی اللہ ہر جگہ ہر انسان کے ساتھ ہے۔ البتہ ہم اس کی موجودگی کی کیفیت کو جان نہیں سکتے۔ ہم یہ نہیں جانتے کہ وہ کیسے موجود ہے۔ وہ کسی خاص جگہ یا سمت میں محدود نہیں ہے۔ سورۃ البقرۃ میں فرمایا:

﴿ وَلِلّٰهِ الۡمَشۡرِقُ وَالۡمَغۡرِبُ ٭ فَاَیۡنَمَا تُوَلُّوۡا فَثَمَّ وَجۡهُ اللّٰهِ ؕ ﴾ (البقرۃ:115) ''اور مشرق اور مغرب سب اللہ کے ہیں۔ پس جدھر بھی تم رُخ کرو گے اُدھر ہی اللہ کا رُخ ہے۔''

ذاتِ باری تعالیٰ کے حوالے سے ایک عام تصور یہ ہے کہ وہ کسی خاص جگہ پر موجود ہے۔ یعنی اس کا وجود کائنات میں ہر جگہ نہیں ہے۔ یہ تصور دراصل ﴿ وَهُوَ مَعَكُمۡ اَیۡنَ مَا كُنۡتُمۡ ؕ ﴾ کی نفی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ صرف اپنی صفات کے لحاظ سے ہی نہیں بلکہ خود بھی ہر آن ہر گھڑی ہر جگہ موجود ہے۔ البتہ اس کی موجودگی کی کیفیت کیا ہے یہ ہم نہیں جانتے۔ وہ عرش پر متمکن ہے لیکن عرش تک محدود نہیں ہے بلکہ ہر جگہ موجود ہے۔

سورۃ المجادلہ میں ارشاد فرمایا:

''کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ جانتا ہے اس سب کچھ کے بارے میں جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے؟ نہیں ہوتے کبھی بھی تین آدمی سرگوشیاں کرتے ہوئے مگر ان کا چوتھا وہ (اللہ) ہوتا ہے اور نہیں (سرگوشی کر رہے) ہوتے کوئی پانچ افراد مگر ان کا چھٹا وہ (اللہ) ہوتا ہے اور نہیں ہوتے وہ اس سے کم (یعنی دو افراد سرگوشی میں مصروف) اور نہ اس سے زیادہ مگر یہ کہ وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے جہاں کہیں بھی وہ ہوں۔ پھر وہ ان کو جتلا دے گا قیامت کے دن جو کچھ بھی انہوں نے عمل کیا تھا' یقیناً اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔'' (المجادلہ:7)

اسی طرح سورۃ ق میں فرمایا:

﴿ وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ وَنَعۡلَمُ مَا تُوَسۡوِسُ بِهٖ نَفۡسُهٗ ۚۖ وَنَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡهِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡدِ ﴿۱۶﴾ ﴾ (ق) ''اور ہم نے ہی انسان کو پیدا کیا ہے اور ہم خوب جانتے ہیں جو اُس کا نفس وسوسے ڈالتا ہے۔ اور ہم تو اُس سے اُس کی رگِ جاں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔''

یہ تو اللہ کی عمومی شان ہے کہ وہ ہر جگہ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کی معیت کی دوسری شان معیت خصوصی ہے جو اللہ کے نیک بندوں کو حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں بار بار یہ ذکر آیا کہ:

﴿ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿٦٩﴾ ﴾ ''اور یقیناً اللہ احسان کرنے والوں کے ساتھ ہے۔'' (العنکبوت)

﴿ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ ﴿۱۵۳﴾ ﴾ ''جان لو کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔'' (البقرۃ)

﴿ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّالَّذِیۡنَ هُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ ﴿۱۲۸﴾ ﴾ ''یقیناً اللہ اہل تقویٰ اور نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔'' (النحل)

نبی اکرم ﷺ نے جب مکہ معظمہ سے ہجرت فرمائی اور راستے میں غارِ ثور میں پناہ لینی پڑی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تلاش میں آنے والے مشرکین کو دیکھ کر کہا تھا کہ حضور ﷺ! یہ لوگ تو غار کے دہانے تک پہنچ گئے ہیں' اگر کسی نے ذرا بھی نیچے جھانک کر دیکھ لیا تو ہم نظر آ جائیں گے' تو حضورؐ نے فرمایا تھا کہ آپ فکر مت کریں' اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اس واقعہ کو قرآن یوں بیان کر رہا ہے:

''اگر تم ان (رسول اللہ ﷺ) کی مدد نہیں کرو گے تو (کچھ پروا نہیں) اللہ نے تو اُس وقت انؐ کی مدد کی تھی جب کافروں نے انؐ کو (مکہ سے) نکال دیا تھا (اس حال میں کہ) آپؐ دو میں کے دوسرے تھے' جب کہ وہ دونوں غار میں تھے جبکہ وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کرو' اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ تو اللہ نے اپنی سکینت نازل فرمائی انؐ پر اور انؐ کی مدد فرمائی ان لشکروں سے جنہیں تم نہیں دیکھتے اور کافروں کی بات کو پست کر دیا۔ اور اللہ ہی کا کلمہ سب سے اونچا ہے' اور اللہ زبردست ہے' حکمت والا ہے۔'' (التوبۃ:40)

جس کے ساتھ اللہ ہو اسے کس کی فکر ہو سکتی ہے؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی معیت کا کیسے ثبوت دیا کہ اسی غار کے دہانے پر مکڑی نے جالا بن دیا، کبوتری نے انڈے دے دیے اور دشمن نے دیکھ کر یہی سمجھا کہ یہاں سے اندر کوئی گیا ہی نہیں۔ اسی طرح جب موسیٰ علیہ السلام مصر سے بنی اسرائیل کو لے کر نکلے تو فرعون نے پیچھا کیا۔ جب دریا کے پاس پہنچے تو آگے دریا تھا اور پیچھے فرعون کا لشکر تھا۔ فرمایا:

''پھر جب دونوں گروہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو موسیٰؑ کے ساتھیوں نے کہا کہ اب تو ہم پکڑے گئے۔ موسیٰؑ نے کہا: ہرگز نہیں! یقیناً میرے ساتھ میرا رب ہے' وہ ضرور میرے لیے راستہ پیدا کر دے گا۔'' (الشعراء:61،62)

اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر راستہ دیا۔ لہٰذا حالات چاہے بظاہر مخالف ہی کیوں نہ ہوں ایمان والوں کو یہ یقین ہونا چاہیے کہ اللہ ساتھ ہے وہ ضرور راستہ نکالے گا۔

﴿ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ ﴿۴﴾ ﴾ ''اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔'' (الحدید)

جب وہ ہر لمحہ ساتھ ہے تو پھر ہماری کون سی حرکت ہے جو اس سے چھپی ہوئی ہے؟ فرشتے جو نامہ اعمال تیار کر رہے ہیں وہ صرف اتمام حجت کے لیے کر رہے ہیں۔

ان آیات میں ایمان والوں کے لیے تسلی ہے کہ اگر وہ اللہ کی مان کر چلیں گے تو بظاہر کتنی ہی آزمائشیں اور پریشانیاں کیوں نہ ہوں لیکن بالآخر وہ کامیاب ہوں گے کیونکہ اللہ ان کے عمل کو دیکھ بھی رہا ہے اور اگر وہ اپنے عمل میں سچے ہوئے تو اللہ ان کی مدد بھی کرے گا۔ آخرت کا بدلہ اس کے علاوہ ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہمیں ان صفات کا ادراک اور شعور بھی عطا فرمائے اور اس کے مطابق اپنے رویوں کو درست کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائے۔ آمین!

خطاب بہ جاوید

35

سخنے بہ نژادِ نو
نئی نسل سے کچھ باتیں

114 ما ہنوز اندر ظلامِ کائنات	او شریکِ اہتمامِ کائنات

ہم عام مسلمان ابھی (ایمان و یقین کی طاقت اور نعرۂ تکبیر کی ہیبت سے ناواقف ہیں اور) مادی ظروف و احوال کے اندھیروں میں ہیں جبکہ مردِ مومن (جو معرفتِ الٰہی اور عشقِ مصطفےٰ ﷺ کا زادِ راہ رکھتا ہے) کائنات کے اہتمام میں فرشتوں کے ساتھ شریک (تقرب الٰہی بالفرائض کا خوگر) ہے

115 او کلیمؑ و او مسیحؑ و او خلیلؑ	او محمد ﷺ، او کتاب، او جبرائیل!

اے پسر! ایسے مردانِ حق ہی تھے جو کبھی 'کلیم' کے طور پر، کبھی مسیح اور خلیل (علیہم السلام) کے طور پر دنیا میں جلوہ گر ہوئے اور انہی میں سے سیدنا محمد مصطفےٰ ﷺ بھی تھے جو اپنے ساتھ کتاب رکھتے تھے اور جبریل علیہ السلام (یعنی تائید خداوندی کے اسباب) بھی ان کے جلو میں تھے

116 آفتاب کائناتِ اہل دل	از شعاعِ او حیاتِ اہل دل

انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت کے یہ گلِ سرسبد سیّدنا حضرت محمد ﷺ ہی دنیا میں اہلِ دل اور بندۂ مومن کی کائنات کے سورج ہیں اور انہی کے نور (دم قدم اور تعلیمات) سے اہلِ دل کی (روحانی) دنیا آباد ہے

114۔ اے پسر! یہ کائنات خلاقی کا ایک شاہکار ہے جو اللہ تعالیٰ نے تخلیق فرمایا ہے اس نے قرآن مجید میں اپنے لیے احسن الخالقین کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ اس کائنات کے تہہ در تہہ راز سمجھنا مردِ مومن اور شاہین اقبال کے بس سے باہر نہیں ہے۔ یہ حقیقت 'وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا' ❶ سے عیاں ہے۔ انسان کے رازِ کُن فکاں ہونے کا حاصل اور 'خدا کا آخری پیغام ہے تو، جاوداں تو ہے' کے عنوان سے جھلک رہی ہے۔ افسوس کہ آج کا مسلمان ایمانی حقائق سے تہی دست ہو کر اور خودی کو 'بیچ کر' غیر مسلموں کی طرح کائنات کی جستجو محض میں سرگرداں ہے۔ اس عمل تحقیق و جستجو سے اپنے لیے کوئی رہنمائی تلاش نہیں کرتا۔ قرآن مجید آفاقی و انفسی سائنسی حقائق کو 'آیاتِ الٰہی' اور اللہ کی معرفت کا ذریعہ بتاتا ہے مگر ہم بے یقینی کے صحرا میں بھٹک رہے ہیں۔

مغربی بالادست استعمار کے کرائے کے محققین علوم کے دھوکے میں آ کر ہم ان سائنسی حقائق سے تعمیر کردار کے لیے کوئی رہنمائی حاصل نہیں کر رہے جبکہ انہی سائنسی حقائق سے مسلح ہو کر مردِ مومن اپنی خودی کو اتنا بے بہا بنا لیتا ہے کہ ؎

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے
یا
کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

115۔ وہ مسلمان جس کی خودی بیدار ہو، سیّدنا محمد ﷺ کے عشق و محبت سے جس کا سینہ منور ہو، قرآن و حدیث کے احکام کا مظہر کامل ہو تو ___ ایسا مردِ حق ڈارون کے انسان یعنی گزشتہ پون صدی کے مغربی فلاسفہ و دانشور و مفکرین کی سوچ سے بھی بہت بلند ہے علامہ اقبال کے تصورات میں مردِ مومن تو ___ قرآن پر عمل کر کے مجسم قرآن بن جاتا ہے ❷ اور ملکوتی صفات کا حامل بن جاتا ہے اور

حسن یوسفؑ، دمِ عیسیٰؑ، ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند توٌ تنہا داری

کے مصداق مردِ مؤمن دین پر صحیح عمل کر کے کلیم و مسیح و خلیل (علیہم السلام) کی بلند شانوں کا ایک دھندلا سا عکس بن جاتا ہے اور قرآن ❸ پر عمل کر کے اخلاقِ محمدی کا نمونہ، مجسم قرآن اور جبریل کی طرح دوسروں تک قرآن پہنچانے والا یا کائناتی انتظام میں فرشتوں کے ساتھ شریکِ عمل ہو جاتا ہے (حضرت خضر اور موسیٰ علیہما السلام کے واقعہ کی طرح)۔

116۔ فخرِ موجودات، سالارِ کاروانِ نبوت حضرت محمد ﷺ (فداہ آبائنا و اُمہاتنا) جو یہود و نصاریٰ کے علاوہ تمام انسانیت (اُمیین) کے لیے بھی ابر رحمت بن کر آئے اور آپ کی تعلیمات اب رہتی دنیا تک روشنی کا مینار ہیں اور آپ پر نازل کردہ کتاب قرآن مجید ہمیشہ کے لیے سرچشمۂ ہدایت ہے۔ آپ ﷺ کے اقوال و اعمال آپ کے قریب و بعید انسانوں کے لیے ایسے ہیں جیسے سورج سے نکلتی شعاعیں (وسیع) کائنات کو منور کرتی ہیں۔ سورج تو پھر غروب ہو جاتا ہے مگر آپ ﷺ کی تعلیمات اور اخلاق کریمہ کے سورج کی تمازت و تمکنت ہمہ وقت قائم ہے اور آج بھی روز اوّل کی کیفیت کے ساتھ، ان کی تعلیمات کے جلو میں ان کی ضوفشانیاں جاری ہیں۔ آپ کائنات کے اہل دل (اہلِ ایمان) کے لیے بصورتِ آفتاب ہیں اور آپ کی ضوفشانی کے عکس کا مظہر ہے کہ ان کی خودی بیدار ہے ان کی روح زندہ ہے ان کا ضمیر زندہ ہے اور قرآن کی تعلیمات زندہ ہیں۔

❶ یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

❷ كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن (عن عائشہ رضی اللہ عنہا)
آپ ﷺ کے اخلاق مجسم قرآن تھے۔

❸ جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان
در دشتِ جنونِ من جبریل زبوں صیدے
یزداں بکمند آور اے ہمت مردانہ

مسلمان پوری اُمت میں نہ سہی کسی ایک اسلامی ریاست میں ہی اللہ کے دین کو نافذ کردیں تو وہ ایک ریاست بھی اللہ کی مدد سے تمام دین دشمنوں پر بھاری پڑجائے گی۔ افغان طالبان کی مثال ہمارے سامنے ہے: ایوب بیگ مرزا

امریکہ نے جو کام ایران سے لینا تھا وہ کافی حد تک لے چکا ہے، جس کے بعد اسرائیل کو آگے بڑھنے کے کافی مواقع مل گئے ہیں۔ اب اسرائیل کے راستے میں رکاوٹ یا تو خود ایران ہے یا سعودی عرب ہے لہٰذا امریکہ چاہتا ہے کہ ان دونوں کو کسی طرح آپس میں لڑا دے: رضاء الحق

امریکہ ایران نورا کشتی کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: آصف حمید

سوال: ایرانی پاسداران انقلاب کے سربراہ قاسم سلیمانی کو امریکہ نے عراق کی سرزمین پر ڈرون حملہ کرکے ہلاک کر دیا۔ موجودہ امریکی حکومت اتنی کھل کر آمادۂ جنگ کیوں ہو چکی ہے؟ حالانکہ ٹرمپ نے حکومت میں آنے سے پہلے کہا تھا کہ وہ مڈل ایسٹ اور دوسرے علاقوں سے امریکی افواج کو واپس بلائے گا اور بیرونی طور پر جنگوں میں ملوث ہونے کی بجائے اندرونی طور پر امریکہ کی معیشت کو مضبوط کرے گا اور عوام کو روزگار دے گا۔ اس بنیاد پر امریکی عوام نے اس کو ووٹ دیے۔ لیکن اقتدار میں آتے ہی اس نے ایران کے ساتھ جوہری معاہدہ ختم کیا، ایران پر معاشی پابندیاں عائد کیں پھر پاسداران انقلاب کو دہشت گرد قرار دیا اور اب پاسداران انقلاب کے سربراہ کو ہلاک کر دیا۔ کیا ٹرمپ اقتدار میں آنے سے قبل جھوٹ بول رہا تھا یا اقتدار میں آنے کے بعد اس کے اختیار میں کچھ نہیں رہا؟

ایوب بیگ مرزا: میری رائے میں ٹرمپ جھوٹ بھی بھول رہا تھا اور واقعتاً ٹرمپ کے اختیارات اتنے وسیع نہیں ہیں جتنے نظر آتے ہیں۔ امریکہ میں پینٹا گون کو خاص اختیار حاصل ہے اور امریکہ کی آرمی اسی کے ماتحت ہے۔ دنیا میں کہیں حملہ کرنا ہو یا دفاع کرنا ہو تو پینٹا گون کے ذریعے سے کیا جاتا ہے اور پینٹا گون میں بہت زیادہ اثر یہودیوں کا ہے۔ یہ اثر وائٹ ہاؤس میں بھی ہے لیکن پینٹا گون میں زیادہ ہے۔ اصل میں ٹرمپ کا کوئی سیاسی کیرئیر نہیں ہے۔ یعنی ایسا نہیں ہے کہ وہ صدر بننے سے پہلے کسی سٹیٹ کا گورنر تھا نہ کانگریس کا ممبر تھا۔ بلکہ وہ خالصتاً ایک کاروباری شخص تھا اور اپنی حکومت میں بھی اس کا رجحان کاروباری ہی رہا ہے کہ امریکہ کی اکانومی کو کس طرح مضبوط کرنا ہے۔ اس نے سعودی عرب میں جا کر کئی بلین ڈالرز کا اسلحہ بیچا اور وہ کہا کرتا تھا کہ ہمارا خوبصورت اسلحہ فلاں ملک نے خریدا ہے۔ یعنی اس کا زیادہ فوکس تجارت پر تھا جبکہ جنگوں کی طرف اس کا زیادہ رجحان نہیں تھا۔ لیکن گھسیٹنے والوں (صیہونیوں) نے اسے جنگ کی طرف گھسیٹ لیا۔ سب جانتے ہیں کہ امریکہ کا میڈیا،

مرتب: محمد رفیق چودھری

اکانومی اور تھنک ٹینک یہودیوں کے ہاتھ میں ہیں اور ان کے کیا مقاصد ہیں وہ دنیا جانتی ہے کہ اس وقت اصل مسئلہ گریٹر اسرائیل کا قیام ہے۔ یہودیوں کی ایما پر ہی ٹرمپ نے ابھی تک افغانستان سے افواج نہیں نکالیں بلکہ اس نے نئے نئے محاذ کھولے ہیں۔ شام کی جنگ میں حصہ لیا اور عراق سے بھی اس نے افواج نہیں نکالیں۔ میرا خیال ہے کہ اس کا ارادہ جنگ میں جانے کا نہیں تھا لیکن اسرائیل اور یہودی لابی نے اس کو مجبور کیا۔ یہاں تک کہ ٹرمپ نے چند دن پہلے یہ بیان دیا کہ اسرائیل کا جتنا بڑا میں سپورٹر ہوں دنیا میں کوئی اور نہیں ہے۔ امریکہ میں کسی شخص کو صدر بننے کے لیے اور حکومت چلانے کے لیے یہودیوں کی بیساکھیاں حاصل کرنی پڑتی ہیں۔ جہاں تک ایران کا معاملہ ہے تو امریکہ کو ایران سے رتی بھر خطرہ نہیں ہے۔ اصل خطرہ اسرائیل کو ہے اور وہ اس خطرے سے نمٹنے کے لیے امریکہ کو میدان میں دھکیل رہا ہے۔ اسی لیے ٹرمپ کاروباری ذہن رکھنے کے باوجود اس طرح کے اقدامات کر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے صدر بنتے ہی ایران کے ساتھ جوہری معاہدے کو ختم کر دیا۔ حالانکہ یہ معاہدہ سابق امریکی صدر اوباما نے اپنے دور میں ریاستی سطح پر کیا تھا۔ پھر اس نے ایران کے اوپر پہلے والی پابندیوں کو سخت تر کر دیا جس سے ایران کا سانس گھٹنے لگا۔ ایران کے معاملے میں ٹرمپ کو دھکیلنے والوں کا stance بڑا سخت تھا جواب مزید خطرناک شکل اختیار کر رہا ہے۔

سوال: ایران میں ایک مہینہ پہلے لوگ حکومت کے خلاف مظاہرے کر رہے تھے لیکن اب امریکہ کے اس اقدام کی وجہ سے لوگ امریکہ کے خلاف سڑکوں پر آئے ہیں۔ اس بڑی تبدیلی میں امریکہ کتنا ذمہ دار ہے؟

رضاء الحق: حقیقی طور پر دیکھا جائے تو یہ مظاہرے ایران کی حکومت کے کچھ اقدامات کی وجہ سے تھے۔ ایران میں ایک ریگولر آرمی پہلے سے موجود ہے لیکن جب وہاں انقلاب آیا تو اس کے بعد 5 مئی 1979ء میں ایرانین اسلامک ریولوشنری گارڈ کور کے نام سے ایک باقاعدہ نظریاتی آرمی بھی قائم کی گئی۔ القدس نام سے اسی کی ایک شاخ کا سربراہ قاسم سلیمانی تھا جو مختلف مسلم ممالک میں پراکسیز کے ذریعے جنگ کے لیے مشہور تھا۔ یعنی ایرانی سرحد کے باہر ایران کے وسیع تر توسیع پسندانہ عزائم کی تکمیل کرنا اس کا اہم مشن تھا۔ ایران کے یہ عزائم پہلے بھی تھے لیکن نائن الیون کے بعد جب امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا اور وہاں کی اسلامی حکومت کو ختم کیا تو ایران نے امریکہ کا ساتھ دیا۔ پھر عراق جنگ میں جب صدام حسین کی حکومت ختم ہوئی تو اس کی جگہ جو حکومت وجود میں آئی وہ بھی ایرانین رجیم کے بہت قریب تھی اور وہ حکومت امریکہ کی مرضی سے ہی بنی تھی جبکہ قاسم سلیمانی جیسے ایرانی

ذرائع اس حکومت کے بنانے میں امریکہ کے مددگار تھے۔ وہی حکومت آج تک وہاں چل رہی ہے۔ ایران میں پاسدارانِ انقلاب قاسم سلیمانی کے تحت بنائی گئی تھی اور پھر اس نے شام میں جا کر باقاعدہ پراکسی جنگ لڑی۔ یعنی قاسم سلیمانی کا کردار ایک طرح سے انتشار پھیلانے والا تھا جس کو خوش آئند نہیں کہا جاسکتا۔ ایران اور عراق میں حکومت کے خلاف جو جلوس نکل رہے تھے ان کے بارے میں یہ سمجھا جا رہا تھا کہ ان کے پیچھے امریکہ ہے۔ ایران نے اس حوالے سے باقاعدہ کہا تھا کہ یہ انتشار امریکہ پھیلا رہا ہے۔ پھر ایران نے خفیہ طریقے سے ان مظاہرین کو کچل دیا تھا اور ساتھ ہی پچھلے سال (دسمبر 2019ء) امریکہ کے سفارت خانے پر بھی حملہ کیا تھا جس پر امریکہ نے کہا تھا کہ ہم اس کا بدلہ لیں گے۔

سوال: کیا امریکہ ایران میں رجیم چینج چاہتا تھا؟

رضاء الحق: امریکہ رجیم چینج چاہتا تھا یا نہیں البتہ وہ یہ ضرور چاہتا تھا کہ ایران کو بھڑکائے تاکہ ایران کوئی ایسا قدم اٹھائے جس سے عرب میں شیعہ سنی فساد پیدا کرنے میں آسانی ہو۔ جب سعودی عرب کی آئل تنصیبات پر حملہ ہوا تھا تو اس وقت امریکہ نے اس کا الزام ایران پر تھوپتے ہوئے سعودی عرب کو push کرنا شروع کیا تھا کہ ایران پر حملہ کر دو یا اس کے خلاف دوسرے سخت اقدامات کرو لیکن سعودی عرب نے بہت عمدگی سے اس مسئلہ کو حل کیا کیونکہ اسے روس کی طرف سے معلومات مل چکی تھیں کہ اس حملے میں امریکہ ملوث ہے اور وہ سعودی عرب اور ایران کو لڑانا چاہتا ہے۔ چنانچہ سعودی عرب نے ایران کو خط لکھا کہ ہمیں آپس میں بیٹھ کر کدورتیں دور کرنی چاہئیں۔ اب حال ہی میں عراق کی پارلیمنٹ نے ایک قرارداد پاس کی ہے کہ امریکن فورسز کو یہاں سے نکالا جائے۔ عراقی وزیراعظم نے یہ بھی ذکر کیا کہ قاسم سلیمانی حادثے سے پہلے شام گیا تھا اور وہاں اس نے بشارالاسد سے ملاقات کی تھی، پھر لبنان جا کر حسن نصراللہ سے ملاقات کی، پھر واپس شام آیا اور دمشق سے بغداد ایک بہت گیم چینجنگ پیغام لے کر آ رہا تھا جو کہ عراق کے وزیراعظم نے سعودی حکومت تک پہنچانا تھا اور وہ پیغام یہ تھا کہ ہم مصالحت کے لیے تیار ہیں۔ گویا ایک مفاہمت کا امکان پیدا ہو رہا تھا۔ ہمیں معلوم ہے کہ ابلیسی اتحادِ ثلاثہ امریکہ، اسرائیل اور بھارت کبھی بھی نہیں چاہتے کہ مسلمان اکٹھے ہو جائیں۔ مشرقِ وسطیٰ کے حوالے سے وہ چاہتے ہیں کہ یہاں لڑائیاں چلتی رہیں اس لیے وہ اکثر جنگ کو بڑھاوا دیتے رہتے ہیں۔ قاسم سلیمانی جب یہ پلان لے کر آ رہا تھا تو اس کو اسرائیل کی طرف سے باقاعدہ ٹریک کیا جا رہا تھا۔ جب قاسم سلیمانی اور ابومہدی المہندس (عراقی ملیشیاء کا سربراہ) کے کانوائے بغداد ایئرپورٹ سے نکل کر جا رہے تھے تو امریکی ڈرون حملے کے لیے تیار تھے۔ انہوں نے ان پر تین ڈرون حملے کیے اور ان کو وہاں ہلاک کر دیا گیا۔ اہم بات یہ ہے کہ جب امریکہ اس علاقے میں جنگ کرتا ہے تو وہ اپنی اجارہ داری قائم کرنے یا تیل کو حاصل کرنے کے لیے یا پھر اینٹی مسلم گروپوں کو تیار کرنے کے لیے کرتا ہے۔

ایوب بیگ مرزا: دوسری جنگ عظیم کے بعد امریکہ کی حیثیت ایک عالمی غنڈے اور بدمعاش کی بن گئی ہے

اگر امریکہ نے بدمعاشیاں کی ہیں تو ایران بھی اپنی حدود میں نہیں رہا بلکہ اسے جہاں موقع ملا مسلمانوں کے خلاف پراکسی جنگوں میں امریکہ کا ساتھ دیا۔

جس نے ساری دنیا کے امن و امان کو یرغمال بنا لیا ہے اور دنیا بھر میں فساد برپا کیا ہوا ہے۔ اسے امریکی قوم اور سفید فام مفادات کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ باقی جو لوگ ہیں ان کو وہ ختم کرنا چاہتا ہے۔ امریکہ نے ویت نام، افغانستان، عراق، سوڈان اور پھر شام میں جو مظالم ڈھائے ہیں وہ اس بات کا بہت بڑا ثبوت ہیں۔ یعنی امریکہ کے منہ، آنکھوں پر خون لگا ہوا ہے اور اس کے پاس دنیا کو دینے کے لیے خون ہی خون ہے، اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ دوسری طرف ایران کا معاملہ یہ ہے کہ اس کا کردار بھی مسلمانوں کے حوالے سے اچھا نہیں ہے۔ ایرانیوں میں تو اپنی قومیت اور پرانا فارس رچا بسا ہوا ہے۔ یعنی اگر امریکہ نے بدمعاشیاں کی ہیں تو ایران بھی اپنی حدود میں نہیں رہا بلکہ اسے جہاں موقع ملتا تھا مسلمانوں کے خلاف پراکسی جنگوں میں اسلام دشمن قوتوں کا ساتھ دیتا رہا ہے۔ اس نے شام میں مداخلت کی، افغانستان میں اسلامی حکومت کو ختم کرنے میں امریکہ کا ساتھ دیا اور اب تو حد ہو گئی کہ سعودی عرب کے پڑوسی ملک یمن میں جا کر سعودی عرب کے خلاف یمن کے حوثیوں کی مدد کر رہا ہے۔

سوال: دشمن مسلمانوں کو لڑا رہے ہیں لیکن مسلمانوں کو دشمنوں کی سازشیں کیوں سمجھ نہیں آتیں؟

ایوب بیگ مرزا: ویسے اقتدار کی خواہش ہر جگہ ہے لیکن دیکھا یہ گیا ہے کہ مسلمانوں میں یہ خواہش دوسری قوموں کی نسبت زیادہ ہے۔ دوسری اقوام نے اپنے مسئلہ کو کسی حد تک حل کر لیا ہے۔ انہوں نے یورپ وغیرہ میں جمہوریت قائم کر کے اپنا نظام کافی بہتر کر لیا ہے لیکن یہاں ابھی تک اقتدار کی خاطر قتل و غارت ہوتی ہے اور یہ سب معاملات بھی اقتدار کی خاطر ہو رہے ہیں۔ کیا سعودی حکومت کو معلوم نہیں کہ امریکہ اس کا دشمن ہے؟ لیکن چونکہ سعودی حکمران خاندان کو سعودی عرب پر اپنی بادشاہت قائم رکھنے کے لیے امریکی سہارے کی ضرورت ہے، اس لیے وہ امریکہ کی ہر بات ماننے پر مجبور ہیں۔ یہی حال دوسرے مسلمان ممالک کا بھی ہے۔ یعنی مسلمان اپنی کمزوریوں کی وجہ سے دوسروں کے ہاتھوں بلیک میل ہو رہے ہیں اور ان کی سب سے بڑی کمزوری ان میں اقتدار کی ہوس ہے۔

سوال: اگر مشرقِ وسطیٰ میں جنگ ہوئی تو اس کے نتائج کیا ہوں گے؟

رضاء الحق: اصل میں یہ جنگ کافی عرصہ پہلے سے شروع ہو چکی ہے لیکن اس کے flames ابھی ظاہر ہونا شروع نہیں ہوئے تھے۔ شام، یمن، عراق تو پہلے ہی جنگ میں ہیں۔ سعودی عرب اور ایران کو بھی ایک دوسرے کے خلاف کھڑا کرنے کی کوششیں امریکہ اور اسرائیل بہت پہلے سے کرتے رہے ہیں۔ اب ان کوششوں میں مزید اضافہ ہو چکا ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ اسرائیل اب اپنے منصوبے گریٹر اسرائیل کو اپنے انجام تک لے جانا چاہتا ہے۔ جہاں تک ایران کا تعلق ہے تو ایران directly امریکہ کو جواب نہیں دے سکتا کیونکہ وہ اتنی بڑی طاقت نہیں کہ امریکہ کو اس کی سرزمین پر جواب دے سکے اور نہ ہی اس کے پاس کوئی ایسے ہتھیار ہیں۔ البتہ امریکہ کے مفادات اس خطے میں جگہ جگہ موجود ہیں، خاص طور پر اسرائیل اس کا بغل بچہ ہے اور پھر امریکہ میں اسرائیلی لابی کے ذریعے ہی کام چلایا جاتا ہے اور انہی کی سوچ ہی پوری دنیا میں نافذ ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ایران جگہ جگہ پراکسیز بناتا ہے۔ اس کے سلیپرز سیلز جگہ جگہ ہوتے ہیں۔ پھر اس خطے میں امریکہ کے بحری بیڑے اور سفارت خانے وغیرہ بھی موجود ہیں جن پر ایران حملے کر سکتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ امریکہ نے جو

کام ایران سے لینا تھا وہ کافی حد تک لے چکا ہے۔یعنی مشرق وسطیٰ کا بیڑا غرق کرنا اور اسرائیل کے لیے راستے ہموار کرنا وغیرہ جس کے بعد اسرائیل کو آگے بڑھنے کے زیادہ چانسز مل گئے۔اب اس کے راستے میں رکاوٹ یا تو ایران ہے یا سعودی عرب ہے لہٰذا امریکہ چاہتا ہے کہ ان دونوں کو کسی طرح آپس میں لڑا دے۔اس کے لیے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایران امریکی مفادات پر کسی ایسی جگہ حملہ کرے جو سعودی عرب میں ہوں اور پھر امریکہ سعودی عرب کو ایران کے خلاف جنگ میں دھکیل دے۔

سوال: ایران اس واقعہ کا جواب کس طرح دے گا؟

ایوب بیگ مرزا: میری رائے میں کوئی کھلی جنگ ہونے کا امکان اس وقت نہیں ہے کہ باقاعدہ کوئی بڑی سطح کی جنگ ہوگی۔البتہ ایران امریکہ کے کسی بیس پوائنٹ پر حملہ کرے گا جس میں شاید کوئی جانی نقصان نہ ہو اور امریکہ اس کو برداشت کرلے گا۔لیکن دوسرے طریقے سے مزید پابندیاں لگا دے گا۔اگر ایران اسرائیل پر میزائل حملے کرے تو اسرائیل کا بھی نقصان نہیں ہوگا کیونکہ اسرائیل نے شیلٹر سے پورے اسرائیل کو کور کیا ہوا ہے۔

سوال: اس واقعہ پر پاکستان کیا کرسکتا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: پاکستان نے ہمیشہ امریکہ کا ساتھ دیا ہے۔مجھے یاد پڑتا ہے کہ ایوب خان کے دور میں امریکہ نے پشاور سے سوویت یونین پر حملہ کیا تھا تو جواب میں سوویت یونین نے کہا تھا کہ میں نے پشاور کو ریڈ مارک کرلیا ہے۔لیکن اب حالات بہت بدل گئے ہیں۔اس کی دو وجوہات ہیں۔ایک تو امریکہ افغانستان میں آکر بہت کمزور پڑا ہے۔اس کی دنیا میں جو پوزیشن پہلے تھی وہ اب نہیں رہی۔دوسرا اس کا اصل دشمن چین اس خطے میں ہے جو پہلے سے بہت مضبوط ہو چکا ہے۔بالخصوص معاشی لحاظ سے چین بہت آگے جاچکا ہے اور جس ملک کی معیشت اچھی ہو وہ عسکری لحاظ سے بھی مضبوط ہوتا ہے۔پھر افغانستان میں امریکہ ابھی تک پھنسا ہوا ہے۔اس حوالے سے امریکہ کے اندر بھی ایک تقسیم پیدا ہو چکی ہے اور پھر اب امریکہ اکیلا بھی رہ گیا ہے، دوسرے اتحادی اب اس کے ساتھ نہیں رہے۔یورپ تو بالکل اس کے ساتھ نہیں رہا۔صرف برطانیہ نے کھل کر حمایت کا اعلان کیا ہے۔لیکن پھر بھی پاکستان کے لیے اتنا آسان نہیں ہے کہ امریکہ کو صاف انکار کردے۔ایران ہمارا پڑوسی ہے۔دوست تو بدلے جاسکتے ہیں لیکن ہمسائے نہیں بدلے جاسکتے۔میرے خیال میں پاکستان کوئی ایسا قدم نہیں اٹھائے گا اور نہ اٹھانا چاہیے جو واضح طور پر ایران کے خلاف ہو۔پاکستان کو ایک نیوٹرل کردار ادا کرنا چاہیے۔اور اس جنگ میں بالکل ملوث نہیں ہونا چاہیے۔

سوال: ہنری کسنجر کے مطابق تیسری عالمی جنگ بہت قریب ہے۔وہ دوسروں کو خوفزدہ کرنے کے لیے ایسا کہہ رہا ہے یا پھر اس میں کچھ حقیقت بھی ہے؟

رضاء الحق: ہنری کسنجر کا ٹریک ریکارڈ یہ ہے کہ وہ ہمیشہ جنگوں میں ایک ہاک کے طور پر امریکن ایڈمنسٹریشن کے ساتھ رہا ہے۔اس نے ہر امریکی جنگ میں اِن پُٹ بھی دیا ہے اور ان میں باقاعدہ حصہ بھی لیا ہے۔اب اس کی عمر نوے برس سے زیادہ ہوگئی ہے۔

> **قاسم سلیمانی کی ہلاکت کے بعد ایران امریکہ کے کسی بیس پر حملہ کرے گا جس میں شاید کوئی جانی نقصان نہ ہو اور امریکہ اس کو برداشت کرلے گا۔کوئی باقاعدہ جنگ نہیں ہوگی۔**

ہمارے نقطۂ نظر سے اس جنگ کی پیشین گوئیاں احادیث میں موجود ہیں۔احادیث میں اس کو الملحمة العظمیٰ کا نام دیا گیا ہے۔لیکن اگر ہم اس جنگ کو ان کے نقطۂ نظر سے دیکھیں تو نائن الیون کے بعد اس کا آغاز ہو چکا ہے۔وہ اپنی مذہبی پیشین گوئیوں کے لحاظ سے اس جنگ کو آرمیگاڈان کے نام سے جانتے ہیں۔مختصر طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ گریٹر اسرائیل کو بنانے کے لیے جو جنگ شروع کی گئی ہے اس کو وہ تیسری جنگ عظیم کا نام دیتے ہیں۔کیونکہ ان کے سارے مذہبی لٹریچر کی بنیاد ہی اس بات پر ہے کہ ان کا مسایاح آئے گا۔اسی طرح Evanglists اور دیگر عیسائی بھی حضرت عیسیٰؑ کے دوبارہ آنے کے انتظار میں ہیں۔اگر ہنری کسنجر تیسری عالمی جنگ کی بات کر رہا ہے تو وہ صرف جنگی نقطۂ نظر سے بات نہیں کر رہا بلکہ وہ ایک کٹر صیہونی کے طور پر بھی بات کر رہا ہوتا ہے۔یعنی وہ اپنے مذہبی عقائد کو سامنے رکھ کر یہ بات کر رہا ہوتا ہے۔احادیث میں بھی ایک بڑی جنگ کا ذکر ہے۔اگرچہ اس کے وقت کا تعین نہیں ہے۔لیکن ہمیں ان جنگوں کو سامنے رکھتے ہوئے اپنا لائحہ عمل ترتیب دینا چاہیے۔ہمارے مقتدر حلقوں کو اس پر باقاعدہ ریسرچ کرکے ایک سیکشن بنانا چاہیے اور اس کے مطابق پلان لے کر چلنا چاہیے۔

سوال: کیا ہمیں دورِ فتن کی احادیث کو سامنے رکھ کر تیاری نہیں کرنی چاہیے؟

ایوب بیگ مرزا: بالکل! تیاری کرنی چاہیے۔لیکن زمینی حقائق کو سامنے رکھیں تو عسکری لحاظ سے امت مسلمہ بشمول پاکستان کی دشمنوں کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔مسلمانوں کے پاس صرف ایک چیز موجود ہے یعنی اللہ کا دین۔مسلمانوں کو چاہیے کہ اس کی طرف لپکیں۔ہمارا راستہ یہ ہے کہ ہم اللہ و رسول ﷺ کا دامن تھام لیں۔ہم قرآن پاک کو اپنا امام بنائیں۔ہم نبی اکرم ﷺ کی سنت کی پیروی کریں اور باقی مسلمانوں کو بھی اس بنیاد پر اکٹھا ہونے کی دعوت دیں۔واقعتاً یہ اصل کرنے کا کام ہے۔اگر ہم اس میں کامیاب ہو جائیں اور پوری اُمت میں نہ سہی کسی ایک اسلامی ریاست میں ہی اللہ کے دین کو نافذ کردیں تو وہ ایک ریاست بھی تمام دین دشمنوں پر اللہ کی مدد سے بھاری پڑ جائے گی۔افغان طالبان کی مثال ہمارے سامنے ہے۔اگر ہم وہ راستہ اپنائیں تو پھر اللہ تعالیٰ ہمارے لیے بہت راستے کھولے گا۔ان شاءاللہ۔قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
﴿كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ﴾ (البقرۃ:249) ''کتنی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ ایک چھوٹی جماعت بڑی جماعت پر غالب آگئی اللہ کے حکم سے۔'' تاریخ میں ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں کہ چھوٹی قومیں بڑی قوموں پر غالب آئی ہیں۔لیکن اس میں اصل بات باذن اللہ کی ہے۔ہم بھی اگر اللہ و رسول ﷺ کا دامن پکڑیں اور پھر حکمت عملی کے ساتھ آگے بڑھیں تو پھر یہ طاقتور دشمن ڈھیر ہو جائیں گے۔ان شاءاللہ!

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ پنجاب جنوبی کے ناظم دعوت جناب محمد سلیم اختر کی والدہ محترمہ شدید بیمار ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔

قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا

دیدۂ عبرت نگاہ ہو

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

دنیا قدم بہ قدم چل کر نبی صادق ﷺ کے احادیث میں مذکور (باب الفتن) منطقی انجام کی طرف بڑھ رہی ہے۔ برسرزمین حالات ہرآن مشرق وسطیٰ میں سٹیج تیار کررہے ہیں۔عمل میں کوتاہی کے حوالے سے متنبہ کرتی ایک حدیث کے آخر میں آپؐ کا فرمان ہے کہ:"تم منتظر ہو دجال کے، اور دجال بدترین غائب ہے جس کا انتظار کیا جائے"۔مسلمان کا حال تو یہ ہے کہ..... کب کا ترک اسلام کیا۔سو احادیث پڑھ کر تمام تر تیاری دجالیوں نے کر ڈالی۔ بیت المقدس پر یہود کی تیاری دیکھ لیں۔ غائب کو حاضر کرنے کی بے تاب قوتوں نے شام کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔خواہ وہ امریکہ تھا، روس، بشار الاسد یا اب امریکی صدر کے مطابق سلیمانی۔روس کٹر قدامت پرست عیسائیت میں ڈھل کر مسلمانوں کے خون سے ایشیا سرخ کرچکا۔ ہمارے والے نجانے کہاں لال لہرانے کو نکلے تھے۔روس کی حالیہ ترقی تمام تر انسانیت سوزی میں جھنڈے گاڑ رہی ہے۔اب آواز سے 27 گنا تیز رفتار میزائیل بھی اس نے نصب کردیے ہیں۔شامی بچوں کے سکولوں پر براہ راست حملے کرکے انہیں بھسم کردینے والا خونخوار روس۔امریکی صدر کے بیان کے مطابق ایران کو 150 ارب ڈالر (انقلاب ایران کے وقت ضبط کردہ) 2013ء میں دیے گئے۔ٹرمپ کا کہنا ہے کہ سلیمانی اسی سے اسلحہ اتنے برس برساتا رہا۔لبنان، شام، عراق اور یمن میں جو کچھ ہوا اظہر من الشمس ہے۔غضب تو یہ ہے کہ امریکہ مسلسل مشرق وسطیٰ میں فوج بڑھا رہا ہے۔کویت میں 4 ہزار امریکی چھاتہ بردار فوج تعینات کرنے کے علاوہ،60 ہزار امریکی فوجی پہلے ہی خطے میں موجود ہیں۔ امریکی میگزین دنیا میں تیسری عالمی جنگ کے ممکنہ محاذ میں عراق، شام، ترکی کا ذکر کرتا ہے۔ٹرمپ نے حالیہ تقریر میں فخریہ بتایا ہے کہ امریکہ اس وقت دنیا میں تیل اور گیس پیدا کرنے والا سب سے بڑا ملک ہے اور اسے اب مشرق وسطیٰ کے تیل کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ جسے دونوں ہاتھوں سے لوٹ کر، (اس دوران اپنا تیل کا خزانہ بچا کر رکھ چھوڑا) کنگال کرکے، جنگوں میں (عراق، لیبیا) بہا کر اب اپنی معیشت کی قوت فخریہ تیل اور اسلحے کی بیان کررہا ہے۔امریکی فوج کی مضبوطی، تیز ترین تباہ کن میزائلوں کا تفاخر جتایا ہے۔

نوراکشتی والے نیمے دروں نیمے بروں ایران، امریکہ تعلقات نے جو رخ اختیار کیا، اس میں پاکستان دونوں طرف ٹھنڈے پانی کے چھڑکاؤ کے لیے اگرچہ کمربستہ رہا، تاہم کشکول نے دنیا میں ہماری وقعت رہنے نہیں دی۔ تباہ حال معیشت اور کاسئہ گدائی کے ہاتھوں ہمارا حال اسلام آباد کے چوراہوں پر بھیک مانگتے اور پھر پولیس سے چھپتے پھرتے فقیروں سے کچھ کم نہیں۔رنگ اُڑا رہتا ہے۔ کبھی امریکہ سے ڈانٹ پڑتی ہے، کبھی سعودیوں کو راضی کرنے دوڑنا پڑ جاتا ہے، کبھی اماراتی رئیس ہم سے بگڑ جاتے ہیں۔ادھر چین ہاتھ سے نکلتا دکھتا ہے۔ایسے میں ہم عالمی جھگڑوں میں صلح صفائی کیا کروائیں، اپنی ہی خیر مناتے پھرتے ہیں۔سویلین حکومت اور سیاسی جماعتوں، جمہوریت اور ووٹ کی قلعی تو آرمی سروسز ایکٹ ترمیمی بل نے کھول کر رکھ دی ہے۔شدید دباؤ تلے اسمبلی سینیٹ میں ریکارڈ 20،20 منٹ میں ووٹ کی ذلت پر مہر ثبت ہوگئی! سب کڑک، گرج چمک ہوا ہوگئی۔ تینوں سیاسی جماعتیں، جمہوریت کی بالادستی کی دھواں دھار دعوے داری لیے یکا یک منقار زیر پر کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہیں۔بل پر بلبلانے تک کی نوبت نہ آئی، سو جمہوریت بلبلہ بن کر اس بل سے اڑگئی!

قوموں میں نوجوان قوت، انقلابی ہوا کرتی ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں طلبہ نے تحریک پاکستان سے لے کر ایوب خان کی آمریت کا دھڑن تختہ کرنے تک مؤثر کردار ادا کیا تھا۔ضیاء الحق نے یونینز پر پابندی لگادی۔اس کے بعد نسلی، لسانی دھڑے بندیاں وجود میں آئیں، جنہوں نے ایک طرف ہمارا معاشی مضبوط مرکز کراچی اجاڑا۔ دوسری طرف یونیورسٹیاں فکری، نظریاتی تشخص کی جگہ لسانیت کی بھینٹ چڑھیں۔ جوانی کی صلاحیتیں، عشق عاشقی، فیشن، منشیات، کھیل میں جا کھپیں۔ بھارت کو دیکھیں۔تعلیمی اداروں سے دبے پسے مسلمانوں کو ملک بھر میں آواز عطا کرنے والے نوجوان طلبہ اٹھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے بھارت کا منظر بدل گیا۔سوئی ہوئی قوم بلاتفریق پوری مودی کے موذی نظریات اور طرزِ حکمرانی کے خلاف آتش فشاں بن کر اٹھ کھڑی ہوئی۔نوجوانوں نے جانوں پر کھیل کر، گولیاں لاٹھیاں کھا کر، مستقبل داؤ پر لگا کر مودی کے قدموں تلے کی زمین کھینچ ڈالی ہے۔سبق یہ ہے کہ عوام کو احمق سمجھ کر ساری حدیں توڑتے چلے جانے والے، مودی، امیت شا اور اتر پردیش کے یوگی جیسے ہی سراپا قہر کیوں نہ ہوں، گرفت کا دن تو آکر رہتا ہے۔ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے۔اتر پردیش میں یوگی نے ہر حربہ آزمایا۔عوام نے ملک بھر میں پوری شدت سے اس کے خلاف آواز اٹھائی۔ اب بات مودی، یوگی کے استعفے طلب کرنے تک جا پہنچی ہے۔یوگی حکومت نے غنڈہ گردی کی حدیں توڑ ڈالیں۔ پولیس والے وردی، بے وردی، چالیس پچاس کی ٹولیوں میں گھروں میں گھس کر لوٹ مار مچانے، خواتین پر تشدد آزمانے، لاکھوں مانگنے تک جا پہنچے۔ بھارت بھر میں ہمہ نوع مظاہرین اٹھ کھڑے ہوئے۔ تاجروں، کسانوں، مزدوروں نے ہڑتال کرکے زندگی معطل کردی۔کروڑوں سرکاری ونجی ملازمین نے کام چھوڑ دیا۔ تنخواہیں بڑھانے سمیت مطالبات کی فہرست پیش کر دی۔ہمسائے کے گھر کا یہ فساد ہمارے بڑوں کے لیے بھی سبق رکھتا ہے۔

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو
میری سنو جو گوشِ نصیحت نیوش ہو!

ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہم کشمیر سے منہ موڑے عالمی جھگڑوں کی ثالثی کروانے بیٹھے ہیں! کشمیر پر اب تو بیان دینے کا تکلف کرنے کی بھی فرصت نہیں ہے۔ امریکی کانگریس کی صومالی رکن نے کشمیر پر دہائی دی ہے۔امریکی سفیر سمیت دنیا کے 17 سفارت کار کشمیر کا دورہ کررہے ہیں جبکہ یورپی سفیروں نے بھارتی حکومت کا ہاتھ جھٹک کر آزادانہ عوام سے ملنے کا اہتمام کرنے کو کہا ہے۔160 دن سے محصور، گھر گھر سے تلاشیاں گرفتاریاں۔ان کی خبر

لینے کو بیگانی دنیا تو جارہی ہے، پاکستان بے نیاز ہے ان کی حالت زار پر۔ ہم تو وہ ہیں کہ سینیٹ کمیٹی میں ڈاکٹر عافیہ کیس پر رپورٹ تک پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ مشاہد حسین سید نے ساٹھ دن کی مہلت مانگی ہے! (کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک) ایسے سینکڑوں 60 دن آئے اور گئے۔ حتیٰ کہ سینیٹ میں چیئرمین نے جماعت اسلامی کے رکن کو اس پر بات تک کرنے کی اجازت نہ دی۔ بیٹی تک پر حکومت در حکومت سبھی بے حس، پتھر دل ثابت ہوئے، کشمیر پر کیا توقع باندھی جائے۔

یوں بھی پاکستان میں اب باصلاحیت قیادت کا معیار بھی تو دیدنی ہے۔ کے پی کے میں میٹرک پاس اکبر ایوب کو محکمہ تعلیم کی وزارت اور محکمہ ریلیف میں میٹرک پاس اقبال وزیر کو (ان کے نام کی بنا پر؟) وزارت سونپی گئی ہے۔ تعلیم کی تو یوں خیر ہے کہ یہ نظام برطانوی مشیروں اور یو ایس ایڈ کے حوالے ہے۔ صرف انگوٹھا چھاپ وزیر درکار ہے، سو کافی ہے۔ پڑھا لکھا ہوگا تو شاید اس کا خون جلنے لگے تعلیم کا حشر نشر دیکھ کر! یہ بات الگ ہے کہ یہ قربِ قیامت کی علامت بیان ہوئی ہے کہ 'امانت ضائع کی جائے گی۔ معاملات (ذمہ داریاں، مناصب) نااہلوں کے سپرد کیے جانے لگیں گے'۔ (بخاری) یہ اجتماعی زندگی پر ظلم اور شدید معصیت ہے۔ لیکن ہم تو ثواب عذاب سے بے بہرہ بگ ٹٹ تنکے بن کر سیلاب بلا میں بہے چلے جارہے ہیں۔ خَسِرَ الدُّنیا و الآخرۃ۔ دنیا و آخرت دونوں داؤ پر لگائے۔

دنیا میں قتیل اس سا منافق نہیں دیکھا
جو ظلم تو سہتا ہے بغاوت نہیں کرتا

مودی کا کارٹون چھپا تھا جس میں ہٹلر نے مودی کو گود میں اٹھا رکھا ہے۔ تاہم دورِ حاضر میں مودی ہٹلر کا اکیلا شطونگڑا نہیں، دنیا بھر میں ہٹلر، ہلاکو کی ذریت اور فرانسیسی (عوام کش) بادشاہ کی نسل ملک ملک فراواں ہے۔ عوام کی حالت زار سے منہ موڑے آئی ایم ایف کی گود میں بیٹھے ہمارے والے کسی سے کم نہیں۔ شوکت یوسفزئی نے عوام کو سستے سرخ آٹے کی روٹی کھانے کی تلقین فرمائی ہے، سپر فائن مہنگا آٹا کھانے سے منع فرمایا ہے۔ یہ فائن آٹا اشرافیہ کے کھانے کا ہے، بھلا عوام کیوں کھانے لگے! سو معیشت کے سدھار کے شاہی فارمولوں پر عمل فرمائیے، جلد دودھ شہد کی نہریں بہیں گی! گھبرانا نہیں ہے آپ نے!

☆☆☆

اخلاقِ حسنہ

اُمِّ عمار
رفیقہ تنظیم اسلامی حلقہ جنوبی

الحمدُ للہ ہم مسلمان ہیں اور ہم نے ایسے گھرانوں میں آنکھ کھولی ہے جہاں ہمیں شروع ہی سے فکرِ آخرت اور اللہ کے حضور جوابدہی کا احساس دیا گیا ہے اور یہ ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ جب بات اللہ کے حضور حاضری کی آتی ہے تو ایک مسلمان اپنی شخصیت پر نظر ڈالتا ہے اور یہ سوچتا ہے کہ وہ کون سا سوالنامہ ہوگا، جس کے جواب دینا ہوں گے، اور کیا میں ان سوالوں کو حل کر پاؤں گا؟ اللہ تعالیٰ سورۃ النبا میں فرماتے ہیں:

إِنَّا أَنذَرْنَاكُمْ عَذَابًا قَرِيبًا يَوْمَ يَنظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنتُ تُرَابًا ﴿٤٠﴾

''ہم نے تمہیں جلد آنے والے عذاب سے خبردار کر دیا ہے، جس دن انسان اپنے ہاتھوں کی کمائی کو دیکھ لے گا اور کافر کہے گا کہ کاش میں مٹی ہو جاتا!''

یعنی اس دن نافرمان حسرت اور یاس میں ہوگا اور اس کا کیا ہوا عمل اس کے سامنے ہوگا۔ اس دن جب میزان قائم ہوگا اور ہمارے اعمال تولے جائیں گے۔ تو گویا اعمال کا جانچنا سب سے اہم ترین موضوع ہوگا۔ انسانی اعمال کے دو گوشے ہیں: حقوق اللہ اور حقوق العباد

حقوق اللہ میں وہ تمام فرائض شامل ہیں جو اللہ نے ایک مسلمان پر فرض کیے ہیں، اور ان میں بھی نماز وہ اہم ترین فرض ہے جس کا حساب سب سے پہلے لیا جائے گا۔ حدیث کا مفہوم ہے کہ سب سے پہلے نماز کے بارے میں باز پرس ہوگی اگر یہ درست ہوئی تو وہ کامل لکھ دیا جائے گا۔ (سنن نسائی)

اس کے بعد اعمال کے دوسرے گوشے حقوق العباد کو تولا جائے گا۔ ایک دفعہ صحابہ کرام ؓ سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ جانتے ہو میری امت کا مفلس کون ہے؟ صحابہ کرامؓ نے فرمایا کہ جس کے پاس درہم اور دینار نہ ہو اور دنیا کا مال ومتاع نہ ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا میری امت کا مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزے اور زکوٰۃ لے کر آئے گا مگر اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا یا کسی کا خون بہایا ہوگا، چنانچہ اس کی نیکیاں مظلوموں میں تقسیم کر دی جائیں گی اور اگر اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو مظلوموں کے گناہ اس کے کھاتے میں ڈال دیے جائیں گے اور پھر اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ (ترمذی)

حقوق العباد نام ہے بندوں سے بندوں کے درمیان تعلقات، معاملات اور معاشرت کا اور معاملات اور معاشرت میں سب سے زیادہ اہمیت ہمارے اخلاق کی ہے۔ جیسا کہ ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا:

''میزان میں حسن اخلاق سے زیادہ بھاری چیز نہ رکھی جائے گی اور یقیناً اچھے اخلاق والا شخص روزہ دار، اور نماز پڑھنے والے کا درجہ پالیتا ہے۔'' (ترمذی)

اچھا اخلاق کیا ہے؟ وہ کون سے اجزاء ہیں جن پر محنت کر کے اپنے اخلاق کو اعلیٰ بنا سکتے ہیں، اور جن پر کام کر کے اپنے ظاہر اور باطن کو خوبصورت بنا سکتے ہیں۔

لفظ اخلاق کا مادہ خ ل ق ہے، اگر اسے خَلَقَ پڑھا جائے تو معنیٰ پیدا کرنا اور عدم سے وجود میں آنا ہے۔ اگر خُلُقٌ پڑھا جائے تو عادت، طبیعت اور خصلت کے معنیٰ بنتے ہیں اور اگر خَلُقَ ہو تو معنیٰ کسی چیز کا بوسیدہ ہونا، پرانا ہونا یا کوئی کام کا پختہ ہونا معنیٰ آتے ہیں۔

عربی کے ان تینوں الفاظ کا آپس میں ایک ربط ہے اور وہ یہ کہ اپنے اندر اچھی عادات کو پیدا کرنا اور انہیں اپنے اندر پختہ کرنا ہے، یعنی اپنے نفس کو محنت اور مجاہدہ کے ساتھ تربیت کرنا پڑتی ہے تب جا کر اچھے اخلاق کسی کی شخصیت کا حصہ بنتے ہیں۔ چونکہ مجاہدہ مشکل بھی ہے اسی لیے اس کا اجر بھی بہترین دیا گیا ہے۔ اور اس اجر کو پانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی ذات کو ہماری تربیت

کا نمونہ بنا کر بھیجا۔سورہ القلم میں ارشاد ہوا:

﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝۴﴾

''اور بیشک آپؐ اخلاق کے اعلیٰ مرتبہ پر ہیں۔''

نبی ﷺ نے اخلاق کو سنوارنے کے لیے دعا بھی سکھائی، جو آپ ﷺ آئینہ دیکھ کر مانگا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اَحْسَنْتَ خَلْقِيْ فَحَسِّنْ خُلُقِيْ

''اے اللہ آپ نے مجھے اچھا پیدا کیا ہے تو پس میرے اخلاق کو بھی اچھا بنا دیجیے۔''

انسان کی پہچان اچھا لباس، اچھی شکل نہیں بلکہ اس کا اچھا اخلاق ہے، جو دوسروں کے ساتھ اس کے معاملات سے ظاہر ہوتے ہیں۔خوبصورتی کی کمی کو اخلاق پورا کرسکتی ہے مگر اخلاق کی کمی کو ظاہری خوبصورتی پورا نہیں کرسکتی۔

سیرت نہ ہو تو عارض و رخسار سب غلط
خوشبو اُڑی تو پھول فقط رنگ رہ گیا

لوگوں کے ساتھ بہترین سلوک کرنا، دھوکہ نہ دینا، ہمدردی، ایثار، نرمی، خوش کلامی، خیر خواہی کا جذبہ ہونا ہی کسی شخص کا اخلاقِ حسنہ ہے۔

حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ خندہ پیشانی، سخاوت اور کسی کو ایذا نہ دینا حسن خلق ہے۔

حُسنِ اخلاق کے فائدے اور اہمیت:

اچھا اخلاق ہونا ایمان کے تکمیل کی نشانی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مومنوں میں سب سے زیادہ کامل ایمان والے وہ ہیں جو اخلاق میں سب سے اچھے ہیں۔''(ابوداود)

اچھے اخلاق کے حامل لوگ نہ صرف دنیا میں بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نظر میں بھی محبوب ترین ہیں۔

آگے فرمایا:

''بے شک تم میں سے وہ لوگ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں جو اخلاق میں سب سے زیادہ اچھے ہیں۔''(صحیح بخاری)

''اللہ تعالیٰ ہر معاملے میں نرمی کرنے والے کو پسند کرتا ہے۔''(متفق علیہ)

اسی طرح اچھا اخلاق جنت کے راستے کو آسان کرتا۔

رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ سب سے زیادہ کون سا عمل جنت میں جانے کا سبب بنے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ کا ڈر اور اچھا اخلاق۔''(الترمذی)

خوش اخلاقی سے آپس میں تعلقات اور باہمی روابط خوشگوار ہوتے ہیں۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ﴾

''اور میرے بندوں سے کہہ دیجیے کہ جو بات بھی کہیں خوش کلامی کے ساتھ ہو۔'' (بنی اسرائیل:53)

اچھے اخلاق کا سب سے اہم فائدہ ایک داعی کے لیے یہ کہ لوگ اس کی نرم بات کے گرویدہ ہوجاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی ﷺ سے فرمایا:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۠﴾

''پس اللہ کی رحمت کی وجہ سے آپؐ ان کے لیے نرم مزاج ہیں اور اگر آپ تندخو، سخت دل ہوتے تو یہ آپؐ کے اردگرد سے ہٹ جاتے۔''

(آل عمران: 159)

یعنی دعوتِ دین کا کام کرنے کے لیے بہترین صفت نرم مزاجی ہے۔اس ضمن میں ہمارے نبی ﷺ کی ذات بہترین نمونہ ہے۔آپ ﷺ نے دشمنوں کے درمیان رہتے ہوئے اپنی نرم طبیعت اور صبر کی بنیاد پر اللہ کے دین کو سربلند کیا۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں نیکی اور بدی کا شعور دیا، خیر اور شر کی تمیز کرنا اس کی تخلیق کا حصہ بنایا۔کسی سے نرم بات کرنا اور معاملات کا احسن طریقہ پر کرنا یہ بھی نیکی ہے اور نیکی کر کے خوشی محسوس ہوتی ہے۔اگر انسانی فطرت مسخ نہ ہوئی ہو تو اسی طرح برائی کے بعد اندر سے دل کچوکے بھی دیتا ہے۔

سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ سے ڈرو اور برائی کے پیچھے نیکی کرو تو نیکی برائی کو مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔''

(رواہ الترمذی)

اگر یہ یقین پختہ ہو کہ اللہ کی طرف لوٹنا ہے اور یہ احساس دل میں بیٹھ جائے کہ ہمارے ایک ایک عمل اور ایک ایک قول کا حساب ہوگا تو معاشرے سے ظلم اور خودغرضی ختم ہو جائے۔ہم سب کو اپنا اپنا محاسبہ کرنا بہت ضروری ہے خاص طور پر دین پر چلنے والے۔کیا ہم دوسروں کے لیے باعثِ سکون ہیں یا باعثِ پریشانی؟ کیا لوگ ہم سے ملنا پسند کرتے ہیں، اس بات کا اندازہ اپنے آپ کو خود ہی اچھا سمجھنے سے نہیں ہوگا بلکہ آپ کے گھر والوں کی رائے اور آپ کے ساتھ کام کرنے والوں کی رائے آپ کے بارے میں کیا ہے؟عقلمند وہ ہے جو اپنی غلطیوں پر نظر رکھے اور اپنی اصلاح کی کوشش کرے۔ہمارا آج ہمارے گزرے ہوئے کل سے بہتر ہونا چاہیے۔

خوش اخلاقی ایک ایسا عمل ہے جو نہ صرف آپ کی اپنی ذات میں تبدیلی اور سکون کا باعث ہے بلکہ آپ کے اردگرد کے ماحول کو بھی خوشگوار بناتا ہے اور لوگوں میں آپ کی عزت اور وقار میں اضافہ ہوتا ہے۔ہمیں اپنے عادات واطوار میں مثبت تبدیلی کے لیے مسلسل کوشاں رہنا چاہیے۔

اخلاق ایک حسن الٰہی کا تاج ہے
ہے جس کے سر پہ اس کا زمانے میں راج ہے

حُسن اخلاق کا اُصول یہ کہ اچھی بات کا آغاز اپنی ذات سے ہو۔کسی کی برائی دیکھ کر اس میں اصلاح کرنے کے بجائے اپنا تزکیہ کریں۔اچھا رویہ اپنائیں، خوبصورت سوچ کو آگے بانٹیں اور اپنے گھر سے اس رویہ کا آغاز کریں۔اپنے والدین اور ساس سسر کے ساتھ کیا رویہ ہے؟اکثر ہم انہیں نظرانداز کر کے یہ سمجھتے ہیں کہ ان سے معاملات صحیح ہیں جبکہ ہم انہیں تنہا کر دیتے ہیں۔اپنا رویہ اپنے ازواج اور بچوں کے ساتھ کیسا ہے، ان سے بات کرتے ہوئے ہمارا لہجہ اور ہماری زبان ہمارے اخلاق کی عکاسی کرتی ہے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ یہ مصمم حقیقت ہے کہ اخلاق کی بنیاد ایمان پر ہے۔ایمان کی جتنی افزائش ہوگی اتنی ہی اخلاقی خوبیاں انسانی شخصیت میں نظر آئیں گی۔اور ایمان کی آبیاری اللہ کے ذکر، نماز، اذکار اور صدقات کے ذریعہ ہوگی۔اپنے دل کو اللہ کے ذکر سے آباد رکھیں۔کیوں کہ جو دل اللہ کے ذکر سے تروتازہ رہتا ہے، وہ کسی کے ساتھ سخت بات کر ہی نہیں سکتا۔اس لیے جب بھی اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں کے درمیان ہوں تو دل میں ذکر الٰہی جاری ہو تاکہ اللہ کی رحمت سے شیطان آپ کے درمیان نہ آئے۔

بقول شاعر ؎

سرکشی نے کر دیئے دھندلے نقوشِ بندگی
آؤ سجدے میں گریں لوحِ جبیں تازہ کریں!

☆☆☆

قرآن حکیم اور ہماری زندگی

ابوخزیمہ سیف اللہ خالد

قرآن حکیم کتاب ہدایت ہے یہ رب العالمین کا انسان کے نام آخری الہامی پیغام ہے جو اس نے جبرائیل امین علیہ السلام کے ذریعے خاتم المرسلین محمد ﷺ کے قلب اطہر پر نازل فرمایا۔ کیوں اتارا؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: ''یہ ایک بڑی بابرکت کتاب ہے جو (اے نبی ﷺ) ہم نے آپ کی طرف نازل کی ہے تاکہ یہ لوگ اس کی آیات پر غور کریں اور عقل وفکر رکھنے والے اس سے سبق حاصل کریں۔'' (ص:29)

قرآنی تعلیمات کا لب لباب یہی ہے کہ یہ دنیا جس میں تم اتار دیے گئے ہو کوئی اندھیر نگری نہیں ہے جس میں کوئی قانون اور ضابطہ رائج نہ ہو اور نہ ہی تم شتر بے مہار بن کر زندگی بسر کرنے آئے ہو۔ نہ ہی تم بلاوجہ عدم سے وجود میں لائے گئے ہو بلکہ تمہاری زندگی کا ایک بہت بڑا مقصد ہے اور وہ مقصد خود ہی بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''اور ہم نے انسانوں اور جنوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔'' (الذاریات:56)

جب کہ ہمارے ذہن وتصور کو مزید پختہ کرنے کے لیے ایک دوسرے مقام پر وضاحت فرمادی۔

''کیا تم نے یہ گمان کرلیا ہے کہ ہم نے تمہیں یونہی فضول ہی پیدا کردیا ہے؟'' (المومنون:115)

احکام قرآن ہمیں یہ احساس دلاتے ہیں کہ تمہاری دنیا کی زندگی عارضی ہے اور یہاں کسی قانون اور ضابطے کے بغیر رہنا کسی بھی لحاظ سے درست نہیں ہے بلکہ بیدار عقل، متحرک ذہن، کھلے کانوں اور دیکھتی آنکھوں کے ساتھ ہی یہ پرخطر گھاٹی بخیر وخوبی پار کی جاسکتی ہے قرآن کی نگاہ میں وہ لوگ فریضہ زندگی ادا کرنے میں قطعی ناکام ہیں جو اس کے امر اور نہی کو کوئی مقام اور اہمیت نہیں دیتے ان کے بارے میں فرمایا:

''یقیناً اللہ کے نزدیک بدترین جانور وہ بہرے گونگے لوگ ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے۔'' (الانفال:22)

دوسری جگہ اس ناکامیاب گروہ کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا۔

''ان لوگوں کے دل (و دماغ) ہیں مگر یہ ان سے سوچتے نہیں ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر یہ ان سے دیکھتے نہیں ان کے پاس کان ہیں مگر یہ ان سے سنتے نہیں یہ لوگ چوپایوں کی مانند ہیں بلکہ اس سے (بھی) گئے گزرے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو غفلت میں پڑے ہیں۔'' (الاعراف:179)

قرآن عزیز ہمیں بار بار تفکر اور تدبر کا درس دیتا ہے اور تقاضا کرتا ہے کہ ہم بغور سوچیں اور اپنے مقام کا تعین کریں کہ ہم کہاں کھڑے ہیں؟ اس جہانِ فانی میں ہمارا مرتبہ کیا ہے؟ کس سے کیا تعلق ہے؟ اور ہمیں یہاں رہ کر کیا رویہ اختیار کرنا ہوگا؟ بالفاظِ دیگر وہ ہمیں سمجھا رہا ہے کہ قرآنی احکامات پر عمل پیرا ہو کر اپنی دنیاوی اور اخروی زندگی سنوار سکتے ہیں کسی شاعر (غالباً اقبال) نے کیا خوب کہا ہے۔

تو ہمی دانی کہ آئین تو چیست؟
زیرِ گردوں سرِ تمکین تو چیست؟
آں کتاب زندہ قرآن حکیم
حکمت اولایزال است و قدیم

کیا تو جانتا ہے کہ تیرا آئین کیا ہے؟ آسمان کے نیچے تیری شان وشوکت کا راز کیا ہے؟ وہ کتاب زندہ قرآن حکیم ہے یقیناً اس میں درج حکمت کی باتیں ہمیشہ رہنے والی اور قدیم ہیں۔

قرآن کریم کتاب عظیم ہے۔ اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر ہمارے اسلاف قدرومنزلت اور عروج وسربلندی سے ہمکنار ہوئے تھے اور اس میں کوئی دورائے نہیں ہے مگر کیا کہا جائے اپنے موجودہ حالات کے بارے میں کہ ہم کہاں کھڑے ہیں اور دنیا میں ہمارا مقام ومرتبہ کیا ہے؟ آج امت مسلمہ اس دولت بے بہا اور متاع گراں مایہ سے غافل ہوچکی ہے اسے محض برکت کے طور پر محفلوں اور مجلسوں میں پڑھنا کافی سمجھتی ہے مگر حیف صد حیف اس کی قیمتی اور بیش بہا تعلیمات کا کہیں اثر دکھائی نہیں دیتا۔ یہ مسلمانوں کے لیے دستور حیات (زندگی گزارنے کا آئین) اور انداز جہاں بانی (دنیا پر حکومت کرنے کا طریقہ) ہے۔ کوئی درد دل رکھنے والا شاعر امت مسلمہ کی حالت زار پر یوں آنسو بہاتا ہے۔

ملتے رارفت چوں آئین زدست
مثل خاک اجزائے اواز ہم شکست
ہستی مسلم ز آئین است و بس
باطن دین نبی ایں است و بس
برگ گل شد چوں ز آئین بستہ شد
گل ز آئین بستہ شد گلدستہ شد
نغمہ از ضبط صدا پیداستے
ضبط چوں رفت از صدا غوغا ستے

(ہائے افسوس) جب آئین، ملت کے ہاتھ سے چلا گیا تو مٹی کی طرح اس کے اجزا بھی بکھر گئے، مسلمان کی ہستی صرف آئین پر ہے اور بس۔ نبی کے دین کا باطن یہی ہے بس، جب پھول کی پتیاں آئین سے وابستہ ہوجاتی ہیں تو گلدستہ کی شکل اختیار کرلیتی ہیں۔ (کیا یہ حقیقت نہیں ہے؟) کہ آواز کو ضابطے میں لانے سے نغمہ پیدا ہوتا ہے اور جب نظم وضبط چلا جاتا ہے تو وہ محض بے ہنگم شور وغل ہوتا ہے۔

قرآن آج پھر ہمیں پکار پکار کر دعوت غور وفکر دے رہا ہے اور ساتھ یہ کہہ رہا ہے۔

''کہ تم شکستہ دل نہ ہو اور غم بھی نہ کرو تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔'' (آل عمران:139)

آگے چل کر ایک دوسرے مقام پر مزید فرمایا:

''کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہیں؟'' (محمد:24)

ظاہری بصارت کے ساتھ ساتھ جب تک باطنی بصیرت سے کام نہ لیا جائے تو انسان کبھی حقیقت کو نہیں پاسکتا ذہن نشین رہے کہ قرآن نے بار بار بطور خاص یہ نقطہ باور کرانے کی کوشش کی ہے اور واشگاف الفاظ میں بتایا ہے کہ حقیقی اندھا پن دل کا اندھا پن ہے جو لوگ ظاہری طور پر عقل وشعور رکھتے ہوئے مظاہر قدرت کا مشاہدہ تو بڑے ذوق وشوق سے کرتے ہیں لیکن خالق کائنات کی ذات اور صفات پر کامل ایمان نہ رکھنے کے سبب اپنے انجام سے غافل ہیں قرآنی نظر میں وہی لوگ اندھے، گونگے اور بہرے ہیں۔ مذکورہ بالا سطور کی روشنی میں ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں جو خالق ہمیں عدم سے وجود میں لایا وہ انسان کو دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے فرش سے عرش تک ہر جگہ اور ہر سمت اس کی کاریگری عیاں اور کارفرما نظر آتی ہے اور جس طرح لیل ونہار کی آمد ورفت میں اس کی قدرت ظاہر ہے اسی طرح دنیا (کی زندگی) کے بعد آخرت (کی زندگی) یقینی ہے۔ اُخروی کامیابی کا سہرا کون اپنے سر سجاتا ہے؟ اور کون دنیاوی زندگی کے قیمتی لمحات کھیل تماشے میں گزارتا ہے ہمیں بہرصورت یاد رکھنا ہوگا دنیا دارالعمل ہے تو آخرت دارالجزا ہے۔ وما علینا الا البلغ

اُمت مسلمہ کی مظلومیت

شہباز رشید بہورو

دورِ جدید کے انسان کی زندگی کے ہر شعبہ میں اعلیٰ پیمانے پر برپا فساد اور بحران انسانی تہذیب و تمدن کی خوبصورت عمارت کے ڈھیر ہونے کا الارم پیش کر رہا ہے۔حتیٰ کہ یہاں تک انسانوں کی حماقت پرواز کر چکی ہے اگر یہ کہا جائے کہ انسان نسل کی برائی نے قدم جما لیے ہیں۔ یہ برائیاں پوری قوت کے ساتھ انسانی تہذیب کا خاتمہ کرنے کا داعیہ رکھتی ہیں۔ دورِ جدید کا آدمی اپنی حماقت کی وجہ سے انسان کی صدیوں کی محنت کے ثمرات کو آناً فاناً نذرِ آتش کر دینے پر تلا ہوا ہے۔ اگر انسان کے اس منفی رویہ پر کوئی سنجیدہ قدغن نہ لگائی گئی تو یقیناً ہم کو قریب الوقوع قہر و تباہی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

درحقیقت دورِ جدید کا انسان شیطانی طرزِ فکر و عمل کا ہم نوا و ہم نشین بننے میں ایک دوسرے سے سبقت لے رہا ہے۔ اس لیے آپ دیکھتے ہیں کل جو جتنا بے حیا تھا آج کوئی دوسرا بے حیائی میں اس سے کوسوں دور آگے نکل گیا ہے، اسی طرح سے کل جو جتنا ظالم تھا آج دوسرے نے اس سے زیادہ ظالم بننے میں بازی ماری ہے، کل جو جتنا منفعت خور تھا آج کسی دوسرے نے منفعت خوری میں ایک انتہا کو چھو لیا۔ ان تمام افراد کو آج کی دنیا ان کی حرکات پر انعامات و اعزازات سونپ رہی ہے۔ بے حیائی کے ضمن میں فلمی اداکاروں کی عریانیت سے آپ بخوبی واقف ہیں اور ظلم کے ضمن میں صدر بش نے ایک پوزیشن اختیار کی تھی لیکن آنگ سان سوچی نے اس سے کوسوں دور آگے نکل کر گویا لفظِ ظلم کو اپنے نام کا مترادف ہی بنا دیا ہے۔ منفعت خوری میں قارون تو ایک انتہا پر تھا ہی لیکن شاید آج کا سرمایہ دار طبقہ اس سے بھی آگے نکل چکا ہے۔ ان کاموں میں پہلے مغرب نے پیش قدمی کی اور جس کے نتیجے میں آج اس جگہ پر کھڑا ہے کہ جہاں سے اس کا واپس جانا اب ناممکن بن چکا ہے۔ ان کے ہاں خاندانی نظام جو کہ ایک انسانی معاشرہ کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے یا تو سرے سے مفقود ہے یا اگر ہے تو نیم زندہ صورت میں موجود ہے۔ کیونکہ انسان ہی اس زمین پر سب سے اہم ترین اکائی کا مقام رکھتا ہے۔ ہر موضوع کی اہمیت انسان کے وجود کی موجودگی کی وجہ سے ہے۔ اگر انسان ہی نہ رہے تو پھر ان ہواؤں، دریاؤں، قدرتی وسائل، نباتات اور حیوانات کی کیا اہمیت۔ کسی بھی معاشرے کی مجموعی اخلاقی صحت اس کے افراد کی انفرادی اخلاقی صحت پر مبنی ہے اور اس انفرادی صحت کا دارومدار ایک ماحول پر ہے، اگر ایک انسان کو حقیقی خوشحال ماحول اسے ایک خاندان کی صورت میں حاصل ہوتا ہے جس کے اندر اس کی پرورش انسانی زندگی کے عین حقیقی اقتضاء کے مطابق ہوتی ہے۔ وہ محبت، ہمدردی و غمخواری اور انسانیت کے تئیں درد و احساس کی فضاء میں سانس لیتا ہے، جس کے نتیجے میں اس کے اندر انسانیت کی صحیح رمق ظاہر ہونے لگتی ہے۔ اس قسم کا انسان ہی کہیں انسانیت کے لیے ایک مسیحا ثابت ہو سکتا ہے۔ اس کے برعکس اگر خاندانی نظام کے غائب ہونے کی وجہ سے ایک فردِ انسانی کی نشوونما خالص ایک آزادانہ ماحول میں ہوتی ہے یا پھر ایک ایسے خاندان میں ہوتی ہے جو برائے نام ایک ڈھانچے کے سوا کچھ نہیں ہوتا جو اپنی جزئیات کی غیر موجودگی کے سبب کمزور اور متزلزل ماحول ایک انسانی کو فراہم کرتا ہے اس قسم کے ماحول کے اندر جو شخصیات نشوونما پائیں گی وہ اخلاقی صفاتِ رذیلہ کی مجسم ہوں گی۔ آج مغرب اور بہت سارے مشرقی ممالک میں بھی اس خاندانی نظام کی عمارت یا تو ڈھائی جا چکی ہے یا پھر ڈھائے جانے کے قریب ہے۔ مغرب میں خاندانی نظام کا بیڑا غرق وہاں کے نام نہاد فلسفیوں، دانشوروں اور حکام نے خود اپنے ہاتھوں کیا۔ دنیا میں سب سے زیادہ مستحکم خاندانی نظام بلامبالغہ مسلمانوں ہی کے پاس ہے۔ اسی مستحکم خاندانی نظام کا وجود ان کی آنکھوں میں ایک روڑا ہے اور اس کے انہدام کے لیے رات دن سعی کر رہے ہیں۔ شاید یہ بات غلط بھی نہ ہو گی اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ کسی نہ کسی حد تک وہ لوگ کامیاب ہوتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ اسرائیل میں ایک ایسا ادارہ موجود ہے جسے کیبٹز کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے جس میں قانونی و اخلاقی ماں باپ کے بغیر بچوں کی نشوونما ادارہ خود کرتا ہے۔ اس ماحول سے نکلنے والے جوان احساسات کی دنیا سے ہاتھ دھوئے ہوئے نظر آتے ہیں۔ شاید اسرائیلی فوج میں انہیں نوجوانوں کی اکثریت کو بھرتی کیا جاتا ہے جو فلسطینی مسلمانوں کے لیے آدم خور جانوروں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ایک برائی کے عام ہونے کی وجہ سے انسانی معاشرے کو بے شمار سنگین مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے جن کا ایک حل ڈھونڈنے کے بعد مزید لاتعداد مسائل کھڑے ہو جاتے ہیں۔

برائیوں کی اس ریل پیل میں غیر مسلم اقوام کا مزاج ایک طرف اور مسلمانوں کا مجموعی مزاج دوسری طرف۔ غیر مسلم اقوام کے عقائد کے مواد کا تجزیاتی مطالعہ کرنے کے بعد ہی ایک انسان یہ حق رکھتا ہے کہ وہ ان کے مذہبی عقائد کے متعلق کوئی ٹھوس رائے پیش کرے۔ لیکن علمی پہلوؤں پر نظر ڈالنے کے بعد یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ غیر مسلم بھائیوں کی اکثریت اپنے اصلی مذہبی لٹریچر سے بالکل ناواقف ہیں یہاں تک بھی معاملہ بڑھا ہے کہ وہ اپنی مذہبی مآخذ و مصادر کے متعلق بھی کوئی مستند جان کاری نہیں رکھتے۔ دنیا میں جتنے بھی مذاہب موجود ہیں انسانیت کا موضوع مشترک طور پر پایا جاتا ہے۔ لیکن کچھ نام نہاد مذہبی داروغہ اپنے مخصوص مفادات کے لیے مذہبی ان پڑھ کی حامل اکثریت کو غلط راستے پر لے کر انہیں مذہب کے نام پر انسانیت کا خون کرنے پر ابھار رہے ہیں۔ برما میں بدھ مت کے پیروکار مفلوک الحال مسلمانوں پر جو ظلم ڈھا رہے ہیں شاید اب آسمان بھی اس منظر کا نظارہ کرنے سے اشک بار ہو جائے اور زمین اپنی پیٹھ پر اس قتل و غارت کی تجارت کو زیادہ دیر تک برداشت کرنے والی نہیں، انتظار

صرف اس بات کا ہے کہ اللہ کا حکم کب آ جائے۔ کسی بھی نوعیت کا فساد برپا کرنے والا چاہے کوئی بھی ہو مسلمان ہی کیوں نہ ہو اللہ کی شدید پکڑ کا اسے ایک نہ ایک دن شکار ہونا ہی ہے۔ تاریخ میں یہودیوں کا عیسائیوں پر ظلم ہو، عیسائیوں کا یہودیوں پر ظلم ہو، عباسیوں کا امویوں پر ظلم ہو، چنگیزیوں کا بغدادیوں پر ظلم ہو یا انگریزوں کا ہندوستانیوں پر بہرصورت اللہ کے دربار میں اس کا حساب کتاب ان سے لیا جائے گا۔ کسی کو بھی چھوڑا نہیں جائے گا۔

ہمارے ملک بھارت میں فرقہ واریت کے شکنجے میں گرفتار لوگ جو کچھ کر رہے ہیں اور کرنے جا رہے ہیں بہرحال وہ سب کچھ خدا کے علم میں ہے۔ نفرت اور تعصب کی آگ میں پکنے والے دل اب پتھر ہونے لگے ہیں۔ وہ نظریں جو کبھی محبت اور ہمدردی کے آنسو بہاتی تھیں آج وہی آنکھیں اپنے بھائیوں کی حالتِ زار کو دیکھ کر بری نظروں کی شعائیں چھوڑ رہی ہیں۔ اچھائی کا ساتھ دینے والوں کے ساتھ ہمیشہ خدا کی مدد ہوتی ہے۔

مسلمان پر مسلط یہ خراب حالات ان کی اپنی ہی کارستانیوں کا نتیجہ ہے۔ جو لوگ امتِ وسط اور امت خیر کے حامل ٹھہرائے گئے تھے آج اس کے اخلاقی معیار کا دیوالیہ نکل چکا ہے۔ بے غیرتی انتہاؤں کو چھو چکی ہے۔ اس کو دنیا میں برپا فساد کے تناظر میں اصلی مجرم کہنا کوئی غیر سنجیدہ بات نہیں ہوگی۔ اس ضمن میں مولانا ابوالحسن علی ندوی کی معرکۃ الآرا کتاب ’’انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر‘‘ کا مطالعہ بڑا مفید ہوگا۔

جس امت کی اکثریت بے دین ہو، جس کے نوجوان بے راہ رو ہوں، جس کی عورتیں بے پردہ ہوں، جس کے تاجر بے ایمان ہوں، جس کے سیاستدان خائن ہوں اور جس کے علماء و دانشوروں کی اکثریت بے دین رجحان کی وجہ سے کتمان حق کرتی ہو، کیا وہ قوم دنیا میں اپنا تشخص برقرار رکھ سکتی ہے؟ نہیں وہ برقرار تو دور کی بات تشخص پیدا کرنے کا آغاز بھی نہیں کر سکتی ہے۔ کیونکہ اس قوم کے تشخص کا انحصار ہی اس کی دینداری پر ہے۔

صدیوں پرانی ہماری اکثریت کا بے دینی کے ماحول میں پروان چڑھنا اور مزید اس کے ساتھ علمائے حق کی پُرسوز اور دل گداز صداؤں کو اپنے تمسخر اور استہزاء کا نشانہ بنانا ہی آج کی پریشانیوں کے اسباب ہیں۔ اس کے بعد مزید ستم بالائے ستم یہ کہ اپنی روش بدلنے کا نام تک نہیں۔ امت مسلمہ کو یہ جان لینا چاہیے کہ اس کی عزت و آبرو اور کامیابی و کامرانی خالصتاً اسلام پر مبنی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری ذلت و خواری کے ذمہ دار حکمران طبقہ اتنا نہیں جتنا کہ خود ہماری عوام ہے۔ آج کے اس دور میں جہاں جمہوریت کے اصولوں پر حکومتیں بنائی اور گرائی جاتی ہیں کسی بھی مسلمان ملک میں اسلام پسندوں کی حکومت کو وہاں کی عوام نے پسند نہ کیا۔ غیروں کی ریشہ دوانیوں کے فلسفہ کو تھوڑی دیر کے لیے ہم بالائے طاق رکھیں اور اپنے رجحان پر نظر ثانی کریں۔ پاکستان میں پچھلے پچاس ساٹھ سالوں سے اسلام پسند جماعتوں کو اکثریت کبھی بھی حاصل نہ ہوئی یہ اس مرض کے موجود ہونے کی عکاسی کرتا ہے کہ ہمارا اسلام کے ساتھ کوئی شعوری محبت کا تعلق نہیں۔

دنیا پرستی کے شرک میں گرفتار امت اپنے آنے والے مستقبل کی تشکیل خالص دنیاوی خطوط پر کرتی ہے۔ امت کے بچے، بچیوں اور نوجوانوں کے ہر دن کا آغاز دنیا پرستی کے درس سے شروع کیا جاتا ہے اور زندگی کے سب سے بڑے خطرناک لمحات میں داخل ہونے سے پہلے بھی انہیں درس دنیا گوش گزار کیا جاتا ہے۔ رات کو بغیر توبہ کے سونا ہی سب سے بڑا خطرہ ہے۔ غیروں کی سازشیں اور چالبازیاں اپنی جگہ لیکن ہماری بے حمیتی کا نقشہ علامہ اقبال کے اس شعر سے کھینچا جا سکتا ہے۔

وضع میں ہو تم نصاریٰ، تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود!

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(09 تا 15 جنوری 2020ء)

جمعرات (09 جنوری کو) صبح 09:00 بجے قرآن اکیڈمی میں مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس کی صدارت کی جو ظہر تک جاری رہا۔ بعد نمازِ عصر قرآن اکیڈمی میں ناروے سے آئے ہوئے عمران شہزاد بٹ سے تفصیلی ملاقات رہی۔

جمعہ (10 جنوری کو) دن گیارہ بجے قرآن اکیڈمی میں نائب ناظم اعلیٰ ڈاکٹر امتیاز احمد نے امیر محترم سے ایک اہم تنظیمی معاملے پر گفتگو کی۔

پیر (13 جنوری) کو تقریباً صبح 10:00 بجے منصورہ میں ملی یکجہتی کونسل کے سربراہی اجلاس میں شرکت کی جو 02:30 بجے تک جاری رہا۔

منگل (14 جنوری) قرآن اکیڈمی میں دفتری امور نمٹائے اور بعد نمازِ عصر نائب امیر اعجاز لطیف کی امیر محترم سے مختلف تنظیمی امور پر گفتگو رہی۔

تنظیمِ اسلامی

بانی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ
امیر: حافظ عاکف سعید

Translators Required

Tanzeem-e-Islami urgently requires translators who can:

1- Translate "Bayan-ul-Quran", the exegesis of the Holy Quran from Urdu into English.
2- Translate various books published by Tanzeem-e-Islami from Urdu into English.
3- Transcribe various audio/video lectures and speeches from Urdu into English.
4- Work as part of the English Section Team of Tanzeem-e-Islami on other projects.

Applicants must have:

- Education: At least a Graduation Degree (with proficiency in English language)
- Excellent command over both languages (English and Urdu).
- Proficiency in Quranic Arabic will be considered additional qualification.
- Proficiency in advanced Microsoft Office, typing skills and general computer skills.
- Adequate editing and proofreading skills.
- Strong organizational skills and attention to detail.
- Satisfactory communication and interpersonal skills.
- Knowledge of the philosophy of Tanzeem-e-Islami and Late Dr Israr Ahmed *(RAA)*.

Other Details:

- The job will be permanent, full time.
- Working Hours will be between 9.00 am and 5.30 pm, Monday through Saturday.
- Remuneration will be paid according to the market benchmark / experience

To Apply:

Please email your CV, Application Letter and Relevant Documents to:

- oe-section@tanzeem.org, OR
- Send by mail to the postal address below, F.A.O.: "In charge English Section".

Notes:

- Applications close on 29 February 2020.
- The vacancy is open to all, especially Rufaqa of Tanzeem-e-Islami who meet the criteria.

For further details contact us at oe-section@tanzeem.org

ملکیتی ومالیاتی ضابطوں کے لحاظ سے رجسٹرڈ بطور "دین حق ٹرسٹ" بمطابق سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ XXI 1860ء

دارُالاِسلام مرکز تنظیمِ اسلامی
23KM ملتان روڈ (نزد چوہنگ) لاہور   فون نمبرز: 35473375-79
ای میل: Markaz@tanzeem.org   ویب: www.tanzeem.org

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

پتہ ڈاک: دارُالاسلام ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ: 53800

ضرورت رشتہ

☆ بیٹا، رفیق تنظیم، عمر 27 سال، انجینئر، نکاح کے 3 ماہ بعد رخصتی کے بغیر طلاق۔ صرف لاہور اور اس کے گردونواح میں رہنے والے رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: 0323-4855341

☆ گلشن اقبال کراچی میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 24 سال، ایم اے اور ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس، قد 5 فٹ 3 انچ کے لیے دینی مزاج کے حامل ہم پلہ 25 سے 30 سالہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0336-3651341

☆ لاہور میں رہائش پذیر گھمن جٹ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 27 سال، تعلیم ایم فل اکنامکس، صوم وصلوٰۃ اور پردہ کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ، برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔ برائے رابطہ: 0343-4230987
0343-6458476

دعائے مغفرت انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ حلقہ کراچی وسطی، شاہ فیصل کے رفیق جناب ملک فیصل کے والد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0333-3046864

☆ قرآن اکیڈمی، لاہور کے شعبہ مطبوعات کے کارکن محمد سلیم باری کے ہم زلف وفات پا گئے۔

☆ حلقہ پنجاب جنوبی کے منفرد اسرہ تونسہ شریف کے رفیق ڈاکٹر محمد عمران کے چچا وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0333-7003614

☆ حلقہ پنجاب جنوبی، غازی پور کے رفیق کریم بخش کھاکھی کے چچا وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0300-5414026

☆ حلقہ پنجاب پوٹھوہار، جہلم کے ملتزم رفیق محمد اشرف کے بھائی وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0312-6612792

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ
فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

Anti-Semitic Smear

Since many people worldwide have become vocal in condemning Israel's crimes against the Palestinians, the opportunistic but cowardly Zionists are clearly showing signs of panic. They have resorted to their time-tested tactic: hurling allegations of anti-Semitism against every critic of Israel. People of the Jewish faith that criticize Israeli policies are branded as "self-hating Jews."

The campaign of vilification is just as evident in the US as it is in Britain and Canada. When US Congresswomen Ilhan Omar and Rashida Tlaib criticized the Israeli policy of colonizing Palestinian lands or for having a malign influence on US foreign policy, they were denounced as being "anti-Jewish." Not only President Trump but even Nancy Pelosi, speaker of the House of Representatives, a fellow Democrat, piled up on the two courageous congresswomen. Last November, the Trump regime reversed decades-long US policy by declaring that Israeli colonies on the occupied West Bank did not contravene international law. In other words, Israel can continue to steal Palestinian lands and Washington will shield it from opprobrium.

In Canada an equally bizarre episode exposed Zionist hysteria. On November 20 (2019), Israeli reservists were invited by Herut Canada to speak at York University in Toronto. Herut had emerged in Israel from Menachem Begin's Irgun terrorist gang. When Palestinian students at York campus and their supporters protested the presence of military reservists of a foreign country trying to recruit at a Canadian university (an illegal act), members of the Jewish Defence League (JDL) attacked them. One victim of JDL assault ended up in hospital. Far from condemning such JDL-instigated violence at a Canadian university, Prime Minister Justin Trudeau, Ontario Premier Doug Ford, and Toronto mayor John Tory all denounced the protesting Palestinian students as "anti-Semites." This was done under pressure from pro-Israeli Zionist groups. Regrettably, elected officials in Canada resorted to blatant lies and joined the Zionist-instigated smear campaign. The assailant was not charged.

In Britain, the Zionists launched an even more serious vilification campaign. It was directed at Labour leader Jeremy Corbyn and his party before the general election on December 12 (2019). In a well-orchestrated campaign, Corbyn was accused of being an "anti-Semite." Britain's Chief Rabbi, Ephraim Mirvis, in an article in The Times accused Corbyn of being "unfit for office" because of alleged anti-Semitism in the Labour Party.

Quite aside from the inappropriate intervention of a religious leader in politics (Rabbi Mirvis had earlier warmly congratulated Boris Johnson on becoming prime minister!), the fact is Corbyn is neither racist nor anti-Jewish. He and some members of the party are critical of Israel and its mistreatment of Palestinians. Corbyn's real sin is that he had announced that if elected prime minister he would cut military trade with Israel and move to officially recognize a Palestinian state. It was this position of Corbyn that irked the Zionists in Britain to launch a vicious campaign against him because he is committed to justice and fairness. The Zionists have celebrated Corbyn's loss in the December 12 (2019) general elections.

The Zionists insist Israel cannot be criticized; it is above the law. Such claims are not only absurd they are dangerous and ultimately feed anti-Semitism as Gideon Levy pointed out in the Ha'aretz newspaper.

Courtesy: ***The January 2020 issue of Crescent International. (Editorial of volume 48, issue 11)***

Note: ***The editorial board of Nida e Khilafat may not agree with all information provided, analysis made and conclusions drawn in the article.***

vol:29 Regd. No. C.P.L NO.114 No.03

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore